صراطِ مستقیم کورس

(برائے خواتین)



مولانا محمد الیاس گھمن متکلم اسلام حفظہ اللہ





نام کتاب .... صراطِ مستقیم کورس (برائے خواتین)

تالیف: .... مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت 2025ء

تعداد اشاعت 1100

ناشر .... مکتبہ دارالایمان



مکتبہ دارالایمان (رجسٹرڈ)

0321-6353540

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ہر مسلمان مرد و عورت پر اتنا علم سیکھنا فرض ہے جس سے وہ اپنی یومیہ زندگی میں صبح کی بیداری سے لے کر رات سونے تک کے اعمال اور مسائل میں شرعی رہنمائی حاصل کر سکے۔ انسان کے لیے اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

علمائے کرام تقریر و تحریر کے ذریعے امت کی رہنمائی کر رہے ہیں اور عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر "صراط مستقیم کورس" بھی ہے جسے بندہ نے عوام الناس کے لیے ترتیب دیا ہے۔ کورس کی ترتیب کے وقت ہمارے سامنے عوام کے لیے درج ذیل امور پیش نظر تھے:

1: بنیادی عقائد و نظریات سے واقف ہونا۔

2: عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی ادائیگی کا طریقہ کار معلوم ہونا۔

3: اچھے اخلاق مثلاً صبر و شکر، عفو و حلم، سخاوت و شجاعت اور حیاء کا حامل ہونا اور برے اخلاق مثلاً حسد و کینہ، بخل و بزدلی، کبر و عجب اور بے جا غصہ سے بچنا۔

4: اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی شریعت کے مطابق گزارنا۔

5: مختلف مواقع کی مسنون دعائیں یاد کرنا اور ان کا اہتمام کرنا۔

کورس کی ترتیب:

کورس چالیس اسباق پر مشتمل ہے۔ ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات　2: حدیث مبارک　3: عقیدہ　4: مسئلہ　5: مسنون دعا

ان اجزاء کے بارے میں مختصر معلومات "ابتدائی باتیں" کے عنوان سے ایک مقدمہ میں ذکر کی گئی ہیں جو اسباق شروع ہونے سے پہلے دیا گیا ہے۔

پڑھانے کا طریقہ:

[1]: کورس کے اسباق شروع کرنے سے پہلے یہ مقدمہ "ابتدائی باتیں" پڑھا دیا جائے تاکہ عقائد اور اعمال کی اہمیت کے ساتھ ساتھ بعض اہم اصطلاحات بھی شرکاء کے سامنے آ جائیں۔

[2]: کورس کے چالیس اسباق ہیں۔ وقت اور سہولت کے پیشِ نظر اسباق پڑھانے کی کوئی بھی مناسب ترتیب بنائی جا سکتی ہے۔ اگر کورس کا دورانیہ چالیس دن کا ہو تو یہ کورس ایک سبق روزانہ کی بنیاد پر چالیس دنوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ اگر دورانیہ بیس دن کا ہو تو دو اسباق روزانہ کے حساب سے پڑھایا جا سکتا ہے۔ معلمہ صاحبہ کو چاہیے کہ کل وقت اور روزانہ دورانیے کا تعین طالبات کے مشورہ سے کر کے اسباق پڑھائیں۔

[3]: کورس پڑھانے کے لیے یومیہ وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ ایک حصہ سبق پڑھانے، ایک سبق یاد کرنے اور ایک گزشتہ سبق سننے میں لگایا جائے۔ اس طرح ان شاء اللہ اچھے نتائج حاصل ہوں گے۔

[4]: کورس کے اختتام پر شرکاء کو ایک سند جاری کی جائے جو مکتبہ دار الایمان سرگودھا سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اَسناد تقسیم کرنے کے لیے ایک تقریب منعقد کر لی جائے۔ ممکن ہو تو اختتامی تقریب میں مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سے کسی استاذ یا معلمہ کو بلا لیا جائے۔

بہنوں سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ امت کو افراط و تفریط سے محفوظ فرماتے ہوئے راہِ اعتدال پر گامزن رکھے اور اس کورس سے طالبات کا استفادہ آسان فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہ وأصحابہ أجمعین.

محتاجِ دعا

محمد الیاس گھمن

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

طبع جدید

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ!

بندہ نے ستمبر 2024ء میں "صراطِ مستقیم کورس(خواتین)" کے سابق ایڈیشن پر نظر ثانی کی۔ زیرِ نظر نسخہ "صراطِ مستقیم کورس(خواتین)" کا جدید ایڈیشن ہے جو ترمیم واضافہ کے بعد پیش کیا جارہا ہے۔

بہنوں سے گزارش ہے کہ اگر اس ایڈیشن میں کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

محتاجِ دعا

استنبول، ترکیہ

منگل؛5–ربیع الاول1446ھ،10- ستمبر2024ء

ابتدائی باتیں

صراط مستقیم کورس کا ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات　　2: حدیث مبارک

3: عقیدہ　　4: مسئلہ

5: مسنون دعا

ہر جزء کے متعلق مختصراً چند باتیں پیش کی جاتی ہیں:

﴿قرآن مجید﴾

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک اہم احسان یہ ہے کہ اس نے انسانوں اور جنات کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ اس کتاب کو دیکھنا، اس کی تلاوت کرنا، سیکھنا سکھانا، اس پر عمل کرنا اور کسی بھی طریقے سے اس کی خدمت کرنا (حفظ، تعلیم، نشر و اشاعت وغیرہ) دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید کے حوالے سے دو باتیں سمجھ لینی چاہییں:

پہلی بات: قرآن مجید کے متعلق بنیادی معلومات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو پیدا فرما کر انہیں حصولِ علم کے لیے تین چیزیں عطا کی ہیں:

1: حواسِ خمسہ (دیکھنا، سننا، سونگھنا، چکھنا، چھونا)

2: عقل

3: وحی

ان تینوں کی مخصوص حدود اور دائرہ ہائے کار ہیں۔ ایک حد تک حواسِ خمسہ سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اس کے بعد عقل سے اور اس کے بعد وحی سے۔ وحی؛ حصولِ علم کا افضل ترین ذریعہ ہے۔ اس لیے وحی کا معنی و مفہوم، نزولِ وحی کے طریقے اور قرآن مجید کے متعلق چند بنیادی باتیں ملاحظہ ہوں:

وحی کا لغوی معنی:

أَلْإِعْلَامُ الْخَفِيُّ السَّرِيْعُ.

ترجمہ: کسی کو خفیہ طریقے سے اور جلدی سے کوئی چیز بتانا۔

اصطلاحی معنی:

كَلَامُ اللهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰى نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کلام جو نبیوں میں سے کسی نبی پر اترا ہو۔

نزولِ وحی کے مختلف طریقے:

1: "سَلْسَلَةُ الْجَرَسِ" مسلسل گھنٹیوں جیسی آواز۔

2: جبرائیل علیہ السلام کا اپنی اصل شکل میں آنا۔

3: جبرائیل علیہ السلام کا کسی آدمی کی شکل میں آنا جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام عموماً حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

4: بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کا کلام سننا جیسے معراج کے موقع پر۔

5: اِلقاء فی القلب یعنی دل میں بات ڈالنا۔

وحی کی اقسام:

وحی کی دو قسمیں ہیں:

1: وحی متلو 2: وحی غیر متلو

وحی متلُوّ:

اس وحی کو کہتے ہیں جس کی نماز میں تلاوت کی جاسکتی ہو یعنی قرآن مجید۔

وحی غیر متلُوّ:

جس کی نماز میں تلاوت نہ کی جاسکتی ہو یعنی احادیث۔

وحی متلو اور غیر متلو میں فرق:

وحی متلو میں الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ وحی غیر متلو میں مفہوم یا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعریف:

اللہ تعالیٰ کا کلام جو آسمان سے اترا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور ہم تک تواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے پہنچا۔

قرآن کریم کی تفسیر کون کر سکتا ہے؟

کوئی آدمی صرف عربی زبان سیکھ کر یا اپنے ذاتی مطالعہ کے زور پر تفسیر نہیں کر سکتا بلکہ ایسا شخص عین ممکن ہے کہ گمراہ ہو جائے۔ قرآن کی تفسیر صرف راسخ فی العلم یعنی مضبوط علم والے علماء ہی کا کام ہے۔

چنانچہ تفسیر کرنے والے کے لیے درج ذیل علوم کا جاننا ضروری ہے۔

[1]:علمِ لغت	[2]:علم نحو	[3]:علمِ صرف	[4]:علم اشتقاق
[5]:علمِ معانی	[6]:علمِ بیان	[7]:علمِ بدیع	[8]:علمِ قرأت
[9]:علمِ عقائد	[10]:اصولِ فقہ	[11]:اسبابِ نزول	[12]:ناسخ و منسوخ
[13]:علمِ فقہ	[14]:احادیث مبارکہ	[15]:علمِ لدنّی	

مکی اور مدنی سورتوں سے مراد:

مکی سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں اور مدنی سے مراد وہ سورتیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

دوسری بات: قرآن مجید کے بنیادی حقوق

قرآن کریم کے تین بنیادی حقوق ہیں:

1: پڑھنا 2: سمجھنا 3: عمل کرنا

(1): قرآن کریم کو پڑھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾

(سورۃالمزمل:4)

ترجمہ:اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو!

اس لیے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی اور آداب کی رعایت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔چند آداب یہ ہیں:

ا: تلاوت کرنے کے لیے وضو کا ہونا مستحب اور چھونے کے لیے وضو کا ہونا ضروری ہے۔

۲: قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔

۳: پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔

۴: تعوذ پڑھنا۔

۵: تسمیہ پڑھنا۔

۶: ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنا۔

۷: خوش آوازی اور لب ولہجہ کی درستگی کے ساتھ پڑھنا۔

۸: قرآن مجید رو کر پڑھنا،اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا۔

۹: تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔

۱۰: یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہیں۔

(2): قرآن کریم کو سمجھنا

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے تین شرائط ہیں:

شرط نمبر1: عربی زبان محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی ادب کے ساتھ آئے گی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ

﴿الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ کہ "رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہوں" تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اونٹ کی ایک سیاہ رسی اور دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی تاکہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کرلوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ (کہ اس میں پورا افق سما گیا... یعنی تم نے سمجھا نہیں) سیاہ اور سفید ڈورے سے قرآن کا مطلب رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

(صحیح مسلم: ج1 ص349 باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر)

شرط نمبر2: قرآنی آیات کا پسِ منظر، شانِ نزول معلوم ہو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے گا۔

حضرت اسلم ابی عمران فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ پر حملے کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے امیر لشکر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (لڑائی کے وقت) رومی لشکر اپنے شہر کی دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک مجاہد نے دشمنوں پر (تنہا) حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ شور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے (حالانکہ قرآن مجید میں تو آیا ہے ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کہ "اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو")۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب فرما دیا تو ہم نے کہا کہ ہم کچھ عرصہ اپنے مال اور کاروبار کی اصلاح کے لیے گھروں میں رک جاتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتا دیا گیا کہ ہاتھوں سے خود کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ ہم جہاد چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اپنے اموال کی اصلاح کرتے رہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج1 ص340 باب فی قولہ تعالیٰ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ)

شرط نمبر3: مرادِ خداوندی معلوم ہو جو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا" نازل ہوئی تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا: یہ بات تمہارے

خیال کے مطابق نہیں ہے بلکہ " وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ " میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم لوگوں نے حضرت لقمان کی بات نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(صحیح البخاری: ج1 ص474 باب قول اللہ تعالیٰ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرَاهِیۡمَ خَلِیۡلًا)

(3): قرآن کریم پر عمل کرنا

قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے سے مقصود اس پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مراد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے علمائے کرام کی رہنمائی ضروری ہے۔ صحیح العقیدہ عالم دین اور شیخ طریقت کی صحبت اور قلبی توجہات سے انسان میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿حدیث مبارک﴾

حدیث کی تعریف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو "حدیث" کہتے ہیں۔ نیز اس کو "خبر" اور "اثر" بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو "قول"، عمل مبارک کو "فعل" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی کے قول یا فعل کا علم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرما کر اس کی تائید فرمائی ہو تو اسے "تقریر" کہا جاتا ہے۔ صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کا معنی بھی ایسے ہی ہے۔

حدیث کی قسمیں:

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث متواتر یا خبر متواتر

2: حدیث واحد یا خبر واحد

حدیث متواتر:

حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں جن کا عموماً جھوٹ پر جمع ہونا؛ناممکن ہو۔

حدیث واحد:

حدیث واحد وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں یا کسی ایک دور میں حدیث متواتر کو نقل کرنے والوں سے کم ہوں۔

حدیث واحد کی دو قسمیں ہیں:

1:حدیث مقبول 2:حدیث غیر مقبول

1:حدیث مقبول

وہ حدیث ہے جو قابل قبول ہو۔

حدیث مقبول کی تین قسمیں ہیں:

1:حدیث صحیح 2:حدیث حسن 3:حدیث مرسل

حدیث صحیح:

وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل ہوں، اچھے حافظہ والے ہوں اور ان کی روایت ان سے زیادہ ثقہ راویوں کے مخالف نہ ہو۔

حدیث حسن:

وہ حدیث ہے جس کے تمام رواى حدیث صحیح کی طرح ہوں البتہ ان کا حافظہ نسبتاً کمزور ہو۔

حدیث مرسل:

یہ وہ حدیث ہے جس کو صحابی، تابعی یا تبع تابعی کسی واسطے سے سنے اور آگے حدیث کو نقل کرتے وقت اس واسطے کا ذکر نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"۔

2: حدیث غیر مقبول

یہ وہ حدیث ہے جو نا قابل قبول ہو۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث موضوع 2: حدیث ضعیف

حدیث موضوع:

یہ وہ حدیث ہے جو کسی نے اپنی طرف سے گھڑ کر اس کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی ہو۔

حدیث ضعیف:

یہ وہ حدیث ہے جس میں حدیث صحیح اور حسن کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔

نوٹ: ضعیف حدیث عقائد واحکام میں تو قابل قبول نہیں البتہ قصص وحکایات اور فضائل میں اپنی شرائط کے ساتھ قابلِ قبول ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب: اصولِ حدیث

سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغت میں سنت؛ طریقِ زندگی، دستور اور راستے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحِ شریعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قابلِ اتباع قول، فعل اور تقریر کو "سنت" کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین کے افعال بھی سنت کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی طرح ان کی سنت پر بھی عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عمدہ وعظ فرمایا جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل کانپنے لگے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو جانے والے اور الوداع کہنے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہے تو آپ ہمیں کچھ وصیت فرما دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی

اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ غلام ہی کیوں نہ ہو، جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، پس تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا اور اس کو گرہ لگا کر ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا اور دین میں نئی پیدا ہونے والی چیزوں سے بچنا، اس لیے کہ دین میں ہر نئی پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(سنن ابی داؤد: ج2ص290کتاب السنة. باب فی لزوم السنة)

فائدہ:

ہر سنت؛ حدیث ہے مگر ہر حدیث؛ سنت نہیں۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے "سنت" پر عمل کرنے کا حکم دیاہے، "حدیث" پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً

- بعض احادیث ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ جیسے حدیث معراج۔
- بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں اور امتی کے لیے جائز نہیں۔ جیسے بیک وقت چار سے زیادہ نکاح۔
- بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو کسی وقتی ضرورت کے تحت بیان جواز کے لیے تھے یعنی یہ بتانے کے لیے کہ بوقت ضرورت یہ عمل کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔
- بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو اَب منسوخ ہو چکے ہیں۔ جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اس بنیاد پر ہم اپنے آپ کو "اھل السنۃ والجماعۃ" کہتے ہیں، "اہل حدیث" نہیں۔

عقیدہ

مسلمان کے لیے عقائد کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی قبول فرمالیتے ہیں اور اگر عقیدہ درست نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں فرماتے۔ اس لیے

عقیدہ کے معاملہ میں بہت زیادہ احتیاط اور پختگی کی ضرورت ہے۔ صحیح عقائد پر کاربند رہنا اور غلط عقائد سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

سات بنیادی ایمانیات:

1: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان۔

2: فرشتوں پر ایمان۔

3: آسمانی کتب پر ایمان۔

4: انبیاء ورسل پر ایمان۔

5: قیامت کے دن پر ایمان۔

6: اچھی اور بری تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے پر ایمان۔

7: موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان۔

ان تمام سے متعلق تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ اسباق میں آرہی ہیں۔



اعمال کی دو قسمیں ہیں:

1: ظاہری اعمال　2: باطنی اعمال

ظاہری اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء سے ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ۔ یہ اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے ”فقہ“ کہتے ہیں اور ان اعمال کو ”مسائل“ کا نام دیا جاتا ہے۔

باطنی اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے مثلاً صبر وشکر، عفوو حلم، سخاوت وشجاعت اور حیاء وغیرہ۔ باطنی اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے ”تصوف اور طریقت“ کہتے ہیں اور ان اعمال کو ”اخلاق“ کا نام دیا جاتا ہے۔

فقہ کی تعریف:

دین کے فروعی مسائل کو شرعی دلائل سے جاننے کا نام "فقہ" ہے۔

شرعی دلائل چار ہیں:

1: کتاب اللہ 2: سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

3: اجماعِ امت 4: قیاسِ شرعی

ان چاروں دلائل سے شرعی احکامات کو ثابت کیا جاتا ہے لیکن ان چاروں دلائل سے مسائل کو ثابت کرنا فقہاء کا کام ہے، عام آدمی کا نہیں۔

انسان کی ہدایت کے لیے تین چیزیں ہیں:

1: قرآنِ کریم 2: سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

3: ہدایت یافتہ اشخاص

شریعت کے احکام:

1: فرض

ایسا حکم جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر ہو۔ مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔ فرض کی دو قسمیں ہیں:

1: فرض عین 2: فرض کفایہ

فرض عین:

ایسا حکم جو ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہو اور ہر ایک پر اس کی ادائیگی ضروری ہو۔ مثلاً پانچوں نمازیں، رمضان کے روزے وغیرہ۔

فرض کفایہ:

ایسا حکم جس کو صرف چند افراد ہی ادا کرلیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ مثلاً نماز جنازہ

2:واجب

ایسا حکم جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ ہو گا۔
مثلاً: نماز وتر۔

3:سنت

ایسا فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا معمول بنایا ہو۔
سنت کی دو قسمیں ہیں:
1: سنت مؤکدہ 2: سنت غیر مؤکدہ

سنت مؤکدہ:

ایسا فعل جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بلا عذر نہ چھوڑا ہو۔ اس کو بلا عذر جان بوجھ کر چھوڑنے والا ملامت کا مستحق اور گنہگار ہو گا۔ مثلاً فجر اور ظہر کی سنتیں۔

سنت غیر مؤکدہ:

وہ فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر کیا ہو اور کبھی کبھی بلا عذر چھوڑا ہو، مثلاً عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں۔

4:مستحب

وہ عمل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو۔ اس کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ مثلا نوافل وغیرہ۔

5:حرام

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کو بلا عذر کرنے والا گنہگار ہو گا اور اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہو گا۔ مثلاً شراب پینا، جھوٹ بولنا وغیرہ۔

6:مکروہ تحریمی

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ ہوتا ہے۔ مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرنا۔

7:مکروہ تنزیہی

وہ فعل ہے جس کا کرنا شریعت میں اچھا نہ سمجھا جائے اور نہ کرنا بہتر سمجھا جائے۔ مثلاً نماز کی پہلی رکعت کو ثناء کے بجائے سورت فاتحہ سے شروع کرنا۔

8:مباح

وہ فعل ہے جس کے کرنے سے نہ ہی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی ثواب مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ۔

مسنون دعا

اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تمام تر حاجات اور ساری ضروریات (خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے) مانگنا شریعت میں "دعا" کہلاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دعا کے فضائل و احکام بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی پر اپنا کرم فرماتے ہیں تو اس کو اپنی ذات سے مانگنے کی توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ضروریات سے بے نیاز ہو۔

انسان کو ہدایت، نعمت، عزت، رزق، شہرت، مال و دولت اور وسائل درکار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا کی خوشیاں حاصل کر سکے اور ایسے اسباب سے بچاؤ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جن کی وجہ سے خوشیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح آخرت میں اللہ کے انعام و اکرام، ابدی کامیابی، دائمی خوشیاں، جنت اور رضائے الٰہی کی ضرورت ہو گی جو محض اس کے فضل و احسان، شفاعت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ نیک اعمال کی کثرت سے نصیب ہو گی اور یہ سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ اس لیے اسی ذات سے مانگنے کا حکم قرآن کریم اور متعدد احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ

يَغْضَبْ عَلَيْهِ".

(جامع الترمذی: ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر ناراض ہوتے ہیں۔

یہ دستورِ دنیا کے بالکل برعکس ہے کیونکہ دنیاوالوں سے مانگو تو ناراض اور نہ مانگو تو خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت کے لطف وکرم کے استحضار، قبولیت کے یقین اور اپنی عاجزی و نیاز مندی کا احساس کرتے ہوئے دعا مانگنی چاہیے۔

شریعت مطہرہ میں مختلف مواقع کی دعائیں منقول ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ان کا خصوصی اہتمام کرے۔ اس کے علاوہ اپنی ضرورت وحاجت کے پیش نظر موقع بہ موقع دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کہ مختلف حالتوں میں دعا مانگنے کے طریقے بھی مختلف ہیں:

ان مواقع پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگی جاتی ہے جیسے صبح اٹھتے وقت کی دعا، بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا، وہاں سے نکلتے وقت کی دعا، وضو شروع کرتے وقت اور وضو کے بعد کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، گھر سے نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، مسجد داخل ہونے کی دعا، مسجد سے باہر نکلنے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، کھانا کھانے کی دعا، دودھ پینے کی دعا، میاں بیوی کے ملاپ کے وقت کی دعا، رات کو سوتے وقت کی دعا۔

اسی طرح حالتِ نماز میں کی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔ قیام میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے جو ایک دعا ہے، لیکن اس میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

نفل نماز کے سجدوں میں اگر دعا کرنی ہو تو ہاتھ اٹھائے بغیر کرنی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ، وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ".

(صحیح مسلم: باب مایقال فی الرکوع والسجود)

ترجمہ: بندے کو اپنے رب کی اس وقت زیادہ قربت نصیب ہوتی ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہو اس لیے (اس حالت میں) کثرت کے ساتھ دعا مانگو۔

اسی طرح دو سجدوں کے درمیانی حالت میں بھی دعا کے مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ مثلاً

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ"

(شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر: ص59 رقم77)

ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کو پورا فرما، مجھے عافیت نصیب فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔

لیکن یہاں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنی ہے، ہاتھ اٹھا کر نہیں مانگنی۔ سجدوں میں اور سجدوں کے درمیان جو دعائیں منقول ہیں وہ نفلی نمازوں میں پڑھی جائیں۔

اسی طرح تشہد کے بعد پڑھی جانے والی دعامیں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

ان مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے۔ جیسے فرض نمازوں کے بعد (سوائے جنازہ کے)، میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد، دینی مجالس کے اختتام پر، حادثات سے حفاظت کے لیے، خیر وبرکت کے لیے، اپنی حاجات کو مانگنے کے لیے دن رات کے کسی بھی حصے میں وغیرہ۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا بھی ثبوت موجود ہے۔

فائدہ: عموماً ہر وہ مقام جہاں پر دعا کے الفاظ متعین ہیں وہاں پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنا ثابت ہے اور جہاں دعا کے الفاظ متعین نہیں وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے۔

پہلا سبق

[1]: تلاوت سے پہلے تعوّذ پڑھنا

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۹۸)﴾

(سورۃ النحل:98)

ترجمہ: چنانچہ آپ جب قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

اس حکم پر عمل کرتے ہوئے تلاوتِ قرآن شروع کرتے وقت "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھنا چاہیے۔

[2]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ".

(مصنف عبد الرزاق: ج2ص56 کتاب الصلوٰۃ. باب متیٰ یستعیذ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے پہلے "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھتے تھے۔

[3]: وجود باری تعالیٰ

کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

[4]: نجاست کی اقسام واحکام

"نجاست" ناپاکی اور گندگی کو کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں: 1: نجاست حقیقیہ 2: نجاست حکمیہ

1: نجاست حقیقیہ

وہ نجاست جو نظر آنے والی ہو۔ جیسے شراب اور پاخانہ وغیرہ۔

2: نجاست حکمیہ

وہ نجاست جو نہ نظر آنے والی ہو۔ جیسے بے وضو ہونے کی حالت۔

نجاست حقیقیہ کی قسمیں:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاست غلیظہ 2: نجاست خفیفہ

1: نجاست غلیظہ

ایسی نجاست کو کہتے ہیں جس کے ناپاک ہونے پر دلیل قطعی موجود ہو (یعنی دلائل ایک دوسرے سے ٹکراتے نہ ہوں بلکہ اس چیز کی نجاست پر متفق ہوں) اس لیے اس کی ناپاکی سخت ہوتی ہے اور اس کی بہت تھوڑی مقدار معاف ہوتی ہے۔

مثال: انسان کا پیشاب، پاخانہ، مَنی، مرغی، مرغابی اور بطخ کی بیٹ۔

حکم: نجاست غلیظہ بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو دیکھا جائے گا کہ

☼ نجاست غلیظہ اگر پتلی اور بہنے والی ہو جیسے پیشاب اور خون، اور ایک درہم یعنی ہتھیلی کی گہرائی(2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) کے برابر یا اس سے کم حصہ پر لگی ہو تو معاف ہے۔ یعنی اسے دھوئے بغیر نماز پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی لیکن جان بوجھ کر اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہو گا۔ اگر یہ نجاست ایک درہم کی مقدار سے زیادہ حصہ پر لگی ہو تو اب معاف نہیں ہو گی، اب اس کا دھونا ضروری ہو گا۔ دھوئے بغیر نماز پڑھی تو نماز نہیں ہو گی۔

☼ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ اور مرغی کی بیٹ تو اس وقت اس کے وزن کے اعتبار سے اس کا حکم ہو گا، اس کے پھیلاؤ کا اعتبار نہیں ہو گا۔ چنانچہ اگر اس کی مقدار ساڑھے چار ماشہ (یعنی 4.35 گرام) یا اس سے کم وزن ہو تو معاف ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں، اب اس کا دھونا ضروری ہو گا۔

2: نجاست خفیفہ

ایسی نجاست کو کہتے ہیں جس کے متعلقہ دلائل باہم متعارض ہوں (یعنی بعض دلائل سے اس کا ناپاک ہونا ثابت ہو رہا ہو اور بعض دلائل سے اس کا پاک ہونا ثابت ہو رہا ہو) اس لیے اس کی ناپاکی؛ نجاستِ غلیظہ کے مقابلے میں کم اور ہلکی ہوتی ہے اور اس کی زیادہ مقدار معاف ہوتی ہے۔

مثال: تمام حرام پرندوں کی بیٹ، تمام حلال جانوروں کا پیشاب۔

حکم: نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے چوتھائی حصے کے برابر یا اس سے زیادہ لگی ہو تو معاف نہیں ہے۔ اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے۔ مثلاً اگر انگلی پر لگی ہو تو اس کا چوتھائی حصہ، اگر بازو پر لگی ہو تو اس کا چوتھائی حصہ، اسی طرح کپڑوں کے جس حصہ پر لگی ہو تو اُسی کا چوتھائی حصہ مراد ہو گا۔ چنانچہ جیب، آستین، دامن، کلی وغیرہ سب الگ الگ شمار ہوں گے۔

نجاستِ حقیقیہ کو دور کرنے کا طریقہ:

مختلف اشیاء کو دھونے کے مختلف طریقے ہیں جو ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1: ایسی نجاست جس کا جسم نظر آتا ہو تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اس نجاست کا جسم ختم کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک ہی مرتبہ دھونے سے اس نجاست کا جسم ختم ہو جاتا ہے تو وہ چیز پاک سمجھی جائے گی اور اگر ایک بار دھونے سے اس کا جسم ختم نہیں ہوتا تو اسے بار بار دھونا ضروری ہے اگرچہ تین بار سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔ اس نجاست کا جسم ختم ہو جانا ضروری البتہ اس کا داغ اور بو خوب دھونے کے باوجود باقی رہے تب بھی وہ چیز پاک سمجھی جائے گی۔

2: ایسی نجاست جس کا جسم نظر نہ آتا ہو تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لیے اسے تین بار دھویا جائے۔ ہر مرتبہ نیا پانی استعمال کیا جائے اور ہر مرتبہ اس طرح نچوڑا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں (پوری طرح خشک ہونا ضروری نہیں) خصوصاً تیسری مرتبہ خوب زور سے نچوڑا جائے۔

نظر نہ آنے والی نجاست سے پاکی حاصل کرنے میں تین بار پانی سے دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا اس وقت ضروری ہے جب پانی جاری نہ ہو۔ اگر پانی جاری ہو مثلاً کپڑا نہر میں ڈال کر دھویا جائے یا کھلے نل کے نیچے رکھا جائے

اور اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے جس سے دل کو اطمینان ہو جائے کہ اب نجاست دور ہو چکی ہو گی تو اب نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اب یہ کپڑا پاک سمجھا جائے گا۔

3: جس چیز پر نجاست لگی ہے اگر وہ ایسی ہے جو نجاست کو جذب کر لیتی ہے اور اسے نچوڑا بھی نہ جا سکتا ہو جیسے بڑی چٹائی، دریاں، ٹاٹ، قالین تو اگر نجاست نظر آنے والی ہے تو اس کے جسم کو زائل کرنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی اور اگر نجاست نظر نہ آنے والی ہو تو اسے تین بار دھونا لازم ہے۔ ایک مرتبہ دھو کر اتنا وقفہ کیا جائے کہ قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں۔ اس طرح یہ چیزیں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائیں گی۔

4: بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں مسام نہیں ہوتے اور وہ اشیاء نجاست کو جذب بھی نہیں کرتیں جیسے آئینہ، چھری، چاقو، پتھر سے بنے برتن۔ اگر انہیں نجاست لگ جائے تو درج ذیل تفصیل کے مطابق پاک کی جا سکتی ہیں:

☼ اگر پتلی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتی جیسے پیشاب اور یہ اشیاء چاہے ملائم ہوں جیسے آئینہ یا کھردری اور نقش و نگار والی ہوں جیسے زیورات اور نقش والے برتن تو انہیں پاک کرنے کے لیے تین بار پانی سے دھونا لازم ہے اور ہر مرتبہ اتنا وقفہ کیا جائے کہ قطرات ٹپکنا بند ہو جائیں۔

☼ اگر گاڑھی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہے جیسے پاخانہ، خون وغیرہ اور اشیاء ملائم ہوں، کھردری نہ ہوں جیسے آئینہ، چھری، چاقو تو کپڑے، ٹشو پیپر وغیرہ سے پونچھنے اور مٹی پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

☼ اگر گاڑھی نجاست لگی ہو جو خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہے اور اشیاء ملائم نہ ہوں بلکہ کھردری اور نقش و نگار والی ہوں جیسے سونے چاندی کے زیورات اور منقش اور بیلدار برتن وغیرہ تو انہیں پاک کرنے کے لیے پانی سے دھونا لازم ہے۔ صرف پونچھنے اور رگڑنے سے پاک نہیں ہوں گی۔

نجاست کو دور کرنے کے متعلق مزید تفصیل ہماری کتاب "کتاب الفقہ" (حصہ اول) میں ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: سونے کی دعا

أَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى.

(صحیح البخاری: ج2 ص934 کتاب الدعوات باب وضع الید تحت الخد الیمنیٰ)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا ہی نام لے کر سوتی اور اٹھتی ہوں۔

دوسرا سبق

[1]:تسمیہ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

"تسمیہ" یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن حکیم کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فرق کے لیے نازل کی گئی ہے اور یہ کسی خاص سورت کے شروع کا حصہ نہیں ہے۔ آیت یہ ایک ہی ہے البتہ 114 میں سے 113 سورتوں کے شروع میں سورتوں کے درمیان فاصلے کے لیے لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ ایک سورۃ التوبۃ کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پیچھے سے تلاوت کرتے آرہے ہوں تو یہاں بسم اللہ نہیں پڑھیں گے اور اگر تلاوت شروع ہی یہاں سے کر رہے ہوں تو بسم اللہ پڑھیں گے۔

[2]: امام نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ".

(صحیح مسلم: ج1 ص172 کتاب الصلوٰۃ باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اونچی آواز سے) پڑھتے نہیں سنا۔

[3]: تقدیسِ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جسم، اعضائے جسم (جیسے ہاتھ، چہرہ، پنڈلیاں اور انگلیاں وغیرہ) اور لوازمِ جسم (جیسے کھانے، پینے، اترنے، چڑھنے اور دوڑنے وغیرہ) سے بھی پاک ہیں۔ قرآن وحدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف اعضائے جسم یا مخلوق کی صفات کی نسبت ہے، وہاں ظاہری معانی بالاتفاق مراد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی

تعبیرات ہیں۔ پھر متقدمین کے نزدیک وہ صفات متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت اور مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جبکہ متأخرین کے نزدیک ان کی حقیقت و مراد درجہ ظن میں معلوم ہے جیسے "ید اللہ" سے مراد قدرت باری تعالیٰ اور "اترنے" سے مراد رحمت کا متوجہ ہونا۔

صفات باری تعالیٰ کے متعلق مزید تفصیل میری فائل "توحید باری تعالیٰ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

[4]: نجاست حکمیہ کی اقسام واحکام

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: حدث اصغر

2: حدث اکبر

(1)حدث اصغر

بے وضو ہونے کی حالت کو "حدثِ اصغر" کہتے ہیں۔ اسے چھوٹی نجاستِ حکمیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

حدثِ اصغر کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: وضو کرنا

2: اگر پانی استعمال کرنے پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا۔

(2)حدث اکبر

بے غسل ہونے کی حالت کو "حدثِ اکبر" کہتے ہیں۔ اسے بڑی نجاستِ حکمیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ تین طریقوں سے لاحق ہوتی ہے۔

[1]: جنابت

شہوت کے ساتھ منی اپنی جگہ سے خارج ہو کر جسم سے باہر نکل آئے۔

[2]: حیض

بالغہ عورت کو ہر ماہ آنے والا خون جو کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔

[3]:نفاس

زچگی (یعنی بچے کی ولادت) کے بعد آنے والا خون جس کی کم از کم مدت مقرر نہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہو سکتا ہے۔

♦ حدث اکبر سے پاک ہونے کے دو طریقے ہیں:

1: غسل کرنا

2:اگر پانی استعمال کرنے پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا

[5]:سو کر اٹھنے کی دعا

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

(صحیح البخاری:ج ص934 کتاب الدعوات باب مایقول اذانام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں نیند کے بعد جگایا اور اسی کے پاس (ہم سب نے) اکٹھے ہونا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تیسرا سبق

[1]: باری تعالیٰ کا تعارف

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ(۱) الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ (۲) مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ (۳) اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ (۴)﴾

(سورۃ الفاتحۃ:1 تا4)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

[2]: چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ .... قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا، وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا".

(شعب الایمان للبیہقی:ج2ص270باب فی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے دینی امور کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنا کر اٹھائیں گے اور میں قیامت کے دن اس کے لیے سفارش کروں گا اور (اس کے حق میں) گواہی دوں گا۔

[3]: عمومِ قدرت و تقدیرِ باری تعالیٰ

عمومِ قدرت باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے فیصلوں کے تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔

تقدیرِ باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ بندے کو اختیار دیں گے تو بندہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا یہ علمِ الٰہی ہوا، اور اللہ نے لکھ دیا کہ بندہ یہ کام کرے گا یہ امرِ الٰہی ہوا۔ اب علمِ الٰہی؛ امرِ الٰہی کے خلاف ہو یا امرِ الٰہی؛ علمِ الٰہی کے

خلاف ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو تقدیر صرف "علمِ الٰہی" کا نام نہیں بلکہ تقدیر علمِ الٰہی اور امرِ الٰہی کے مجموعے کا نام ہے۔

[4]: جوٹھے پانی کے احکام

انسان یا جانور کے پینے کے بعد برتن وغیرہ میں جو پانی بچ جاتا ہے اسے "جوٹھا پانی" کہتے ہیں۔

1: انسان کا جوٹھا پاک ہے؛ چاہے مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، پاک ہو یا ناپاک (یعنی جنبی، حائضہ، نفاس والی)۔ ہاں اگر کسی انسان کے منہ میں کوئی نجس چیز لگی ہو جیسے شراب تو اَب اس کا جوٹھا ناپاک ہو گا۔

2: ایسے جانور جن کا گوشت حلال ہے ان کا جوٹھا بھی بلا کراہت پاک ہے جیسے اونٹ، گائے اور بکری۔

3: گھوڑے کا پسینہ، لعاب اور جوٹھا بھی بلا کراہت پاک ہے۔

4: بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر بلی کے منہ میں کوئی نجاست لگی ہو تو اس کا جوٹھا نجس ہو گا۔

5: ایسے جانور جو عام طور پر گھروں میں پائے جاتے ہیں جیسے چوہا، سانپ، چھپکلی تو ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔

6: گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے۔ (اس کے حکم کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

7: خنزیر کا جوٹھا نجس ہے۔

8: تمام درندوں؛ شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ کا جوٹھا نجس ہے۔

9: ایسی مرغی جو کھلی رہتی ہے اور ادھر ادھر سے گندگی اور ناپاک چیزیں کھاتی رہتی ہے تو اس کا جوٹھا مکروہ ہے اور جو مرغی ڈربے میں بند رہتی ہے اس کا جوٹھا پاک ہے۔

10: حلال پرندوں؛ مینا، طوطا، فاختہ کا جوٹھا پاک ہے جبکہ شکاری پرندوں؛ شکرا باز کا جوٹھا مکروہ ہے۔

[5]: بیت الخلاء میں جانے کی دعا

بِسْمِ اللهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَآئِثِ.

(کتاب الدعاء للطبرانی: ص132 باب القول عند دخول الخلاء)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں شریر جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔

چوتھا سبق

[1]:اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم مانگیے!

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ (۷)﴾

(سورۃ الفاتحۃ:5تا7)

ترجمہ: (اے اللہ!) ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غضب کیا گیا اور نہ ہی ان کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

[2]: آمین آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: "اٰمِيْنَ"، خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ.

(مسند ابی داؤد الطیالسی:ج1ص577حدیث نمبر1117)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آواز سے آمین کہا۔

[3]: صدقِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم رکھنا بھی کفر ہے۔

[4]:پانی کے مسائل واحکام

پانی کی دو قسمیں ہیں:

1: مطلق پانی 2: مقید پانی

1: مطلق پانی (عام پانی)

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں آئے جیسے کنویں کا پانی وغیرہ۔

2: مقید پانی

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں نہ آئے جیسے عرق گلاب وغیرہ۔ اس قسم کے پانی سے نجاست تو دور کی جاسکتی ہے لیکن وضو اور غسل کرنا درست نہیں۔

مطلق پانی کی قسمیں:

مطلق پانی میں درج ذیل قسم کے پانی شامل ہیں:

1: بارش کا پانی

2: کنویں / بورنگ کا پانی

3: دریا کا پانی

4: سمندر کا پانی

5: چشمے کا پانی

6: برف پگھلنے والا پانی

7: اَولوں کا پانی

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی قسمیں:

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی پانچ (5) قسمیں ہیں:

1: طاہِر مُطَہِّر غیر مکروہ

وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو بلا کراہت پاک کرنے والا ہو۔ جیسے بارش، دریا، ندی، سمندر، چشمہ، کنویں کا پانی۔

حکم: اس پانی سے وضو کرنا، غسل کرنا اور ہر طرح کی نجاست دور کرنا جائز ہے۔

2:طاہِر مُطَہِّر مکروہ

وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہو لیکن اس سے وضو اور غسل کرنے میں کراہت ہو۔ جیسے بلی کا جوٹھا پانی یا وہ قلیل پانی جس میں آدمی کا تھوک یا ناک کی رینٹ مل گئی ہو۔

حکم: اگر پہلی قسم کا پانی موجود ہو تو اس دوسری قسم کے پانی سے طہارت حاصل کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر پہلی قسم کا پانی موجود نہ ہو بلکہ صرف یہی پانی ہو تو اب اس سے طہارت حاصل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ نیز اس سے نجاست دور کرنا بھی جائز ہے۔

3:طاہر مشکوک

وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کے مطہر ہونے میں شک ہو۔ جیسے گدھے یا خچر کا جوٹھا۔

حکم: اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود ہو تو اب اِس پانی سے وضو یا غسل کرنا درست نہیں ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اب اِسی سے وضو اور غسل کر لیں اور تیمم بھی کر لیں۔ پھر اس میں اختیار ہے کہ پہلے وضو یا غسل کر لیں اور بعد میں تیمم کر لیں یا پہلے تیمم کر لیں اور بعد میں وضو یا غسل کر لیں۔ نیز اس سے نجاست دور کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ پانی پاک ہوتا ہے۔

4:طاہِر غیر مُطَہِّر

وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس سے وضو یا غسل کرنا جائز نہ ہو۔ جیسے مُسْتَعْمَلْ پانی۔

فائدہ: "مستعمل پانی" اس پانی کو کہتے ہیں جس سے طہارت حاصل کرنے کی نیت سے وضو یا غسل کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو) لہٰذا اگر کوئی شخص محض وضو سکھانے کے لیے کسی کو وضو کر کے دکھائے تو یہ استعمال شدہ پانی؛ مستعمل نہیں کہلائے گا بلکہ یہ بدستور طاہر و مطہر رہے گا۔

حکم: اس پانی سے طہارت حاصل کرنا یعنی وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن خود یہ پانی پاک ہے۔ اس لیے بدن یا کپڑے پر لگ جائے اور انسان نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ اسی طرح اس پانی سے نجاست کو بھی دور کیا جا

سکتا ہے۔

5: نَجِس

وہ پانی ہے جس میں کوئی ناپاک چیز شامل ہو جائے۔ جیسے پانی میں شراب، پیشاب، پاخانہ گر جائے۔

حکم: اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح ناپاک چیزوں کو اس پانی سے دھویا جائے تو وہ بھی پاک نہیں ہوتیں۔

[5]: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

غُفْرَانَكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّی الْأَذٰی وَ عَافَانِیْ.

(سنن ابن ماجۃ: ص26 ابواب الطہارۃ وسننہا باب مایقول اذا خرج من الخلاء)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری بخشش کا سوال کرتی ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کر کے مجھے عافیت بخشی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پانچواں سبق

[1]: معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (۱۶۳)﴾

(سورۃ البقرۃ:163)

ترجمہ: اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

[2]: اسمائے حسنیٰ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ اسْمًا؛ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ".

(سنن الترمذی: ج2 ص88 کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو آدمی ان کو یاد کرلے گا جنت میں داخل ہو گا۔

وہ مبارک نام یہ ہیں:

هُوَ اللهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِی الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِی الْمُمِيْتُ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیُ الْمُتَعَالِ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِی الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِی الْبَدِيْعُ الْبَاقِی الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ.

[3]:توحیدِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتاہیں، کسی کے باپ ہیں نہ بیٹے، کائنات کا ہر ذرہ اسی کا محتاج ہے، وہ کسی کے محتاج نہیں اور کل جہان کے خالق ومالک ہیں۔

[4]:استنجاکے اقسام واحکام

پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد مخرج (پیشاب پاخانہ نکلنے کی جگہ) کو پانی، ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ سے پاک کرنے کو "استنجا" کہتے ہیں۔

استنجا کی پانچ قسمیں ہیں:

1:فرض

جب پیشاب یاپاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے اور بڑھی ہوئی یہ مقدار ایک درہم (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) سے زائد ہو تو اب پانی سے استنجا کرنا فرض ہے۔ اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ استعمال کرنے سے پاکی حاصل نہیں ہو گی۔ اگر پانی سے استنجاکیے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہو گی۔

2:واجب

جب پیشاب یاپاخانہ اپنے مخرج سے بڑھ جائے اور بڑھی ہوئی یہ مقدار ایک درہم سے کم یاایک درہم کے برابر ہو جائے تو اب پانی سے استنجا کرنا واجب ہے۔ اگر اس صورت میں ڈھیلا، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ استعمال کر کے نجاست کو دور کیا گیا اور پانی سے استنجا نہیں کیا گیا تو نماز مکروہ ہو گی۔ اگر کسی نے اس حالت میں نماز پڑھ لی تو بعد میں پانی سے استنجا کر کے اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔

3:سنت

جب پیشاب یاپاخانہ اپنے مخرج سے نہ بڑھے بلکہ مخرج ہی پر اس کا اثر رہے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ اگر اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ سے استنجا کیا تب بھی درست ہے البتہ ان چیزوں کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال کرنا افضل ہے۔

4: مستحب

اگر کسی نے صرف پیشاب کیا ہو، پاخانہ نہ کیا ہو تو استنجا کرنا مستحب ہے۔ اس صورت میں ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر وغیرہ پر اکتفا کرنا جائز ہے تاہم ان کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال افضل ہے۔

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب پیشاب کے قطرے اپنی جگہ سے پھیلے نہ ہوں۔ اگر پیشاب کے قطرے اپنے مخرج سے ایک درہم (2.75 سینٹی میٹر قطر کے دائرہ کی مقدار) یا اس سے زیادہ بڑھ جائیں تو ڈھیلے، ٹشو پیپر یا پتھر کے استعمال کے بعد پانی استعمال کرنا لازم ہے۔

5: بدعت

بغیر کسی وجہ کے استنجا کرنا بدعت ہے۔ جیسے ہوا خارج ہونے پر استنجا کرنا۔

نوٹ: اوپر ذکر کی گئی پہلی چار صورتوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ پہلے ڈھیلے، پتھر، ٹشو پیپر وغیرہ سے نجاست کو صاف کر لیا جائے، اس کے بعد پانی کا استعمال کیا جائے۔

[5]: وضو کے شروع اور درمیان کی دعا

شروع کی دعا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص19 باب کیف التسمیۃ علی الوضوء)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

درمیان کی دعا:

أَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِيۡ ذَنۡبِيۡ وَوَسِّعۡ لِيۡ فِيۡ دَارِيۡ وَبَارِكۡ لِيۡ فِيۡ رِزۡقِيۡ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص20 باب مایقول بین ظهرانی وضوئہ)

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو کشادہ فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

چھٹا سبق

[1]:توحید پر استقامت اور شرک سے بیزاری

﴿ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ‏(۱) لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ (۲) وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ (۳) وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ (٤) وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ (٥) لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ (٦) ﴾

(سورۃ الکٰفرون)

ترجمہ: کہہ دیجیے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتاہوں اور میں اس کی عبادت کرنے والا نہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور جس کی عبادت میں کرتاہوں تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں۔ تمہارے لیے تمہارادین اور میرے لیے میرادین۔

[2]:ڈاڑھی بڑھانااور مونچھیں کٹوانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنۡهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَالِفُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى وَأَحۡفُوا الشَّوَارِبَ"، وَكَانَ ابۡنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعۡتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحۡيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ.

(صحیح البخاری:ج2ص875کتاب اللباس. باب تقلیم الاظفار)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو؛ ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کو کاٹ لیتے تھے۔

[3]:شرک کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اسماء میں کسی کو شریک کرنا ”شرک“ کہلاتا ہے۔

نیز جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات والا صفات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں کے لیے بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے لیے بجالانا بھی ”شرک“ ہے۔

شرک کی کئی صورتیں ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً: عیسائیوں اور مجوسیوں کی طرح دو یا زائد خدا ماننا۔

2: غیب کی وہ باتیں جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحت آئی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا؛ ایسی چیزیں بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا۔ مثلاً یہ کہنا کہ "فلاں شخص بھی اللہ کی عطا سے یہ جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی"۔

3: کسی بندے میں تصرف وقدرت کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھنا اور ساتھ یہ ماننا کہ اس کا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کا پابند نہیں ہے۔ اسی طرح رکوع وسجدہ وغیرہ جیسے افعال کسی مخلوق کے لیے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ صرف تعظیم کے طور پر کرنا۔ اس کو "فسقیہ شرک" کہتے ہیں۔ پھر مخلوق میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شریک کیا جائے تو یہ "شرک" ہو گا اور کرنے والا "مشرک" ہو گا۔

[4]: وضو کے فرائض، سنتیں اور مستحبات

وضو کے فرائض:

[1]: ایک بار چہرہ دھونا۔

چہرے کی حدود یہ ہیں: پیشانی پر بال اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔

[2]: ایک بار کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا

[3]: ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا

[4]: ایک بار ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

یہ چیزیں وضو میں کرنا ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔

نوٹ: وضو کے فرائض پورے ہونے کی دو شرطیں ہیں:

1: اعضاء پر اتنا پانی بہانا کہ قطرات گرنے لگیں، اعضاء کو صرف تر کر لینا کافی نہیں۔

2: پانی کے جسم پر پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔ اگر کسی کے ہاتھوں پر ناخن پالش یا پینٹ لگا رہے تو وضو

نہیں ہو گا۔

وضو کی سنتیں:

وضو کی تیرہ سنتیں ہیں:

1: نیت کرنا
2: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا
3: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا
4: کلی کرنا
5: ناک میں پانی ڈالنا
6: مسواک کرنا
7: ڈاڑھی کا خلال کرنا(برائے حضرات)
8: ہر عضو(چہرہ، بازو، پاؤں) کو تین بار دھونا
9: ایک بار پورے سر کا مسح کرنا
10: کانوں کا مسح کرنا
11: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا
12: ترتیب سے وضو کرنا
13: پے درپے وضو کرنا یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھو لینا

وضو میں ان چیزوں کو سرانجام دینے کی احادیث مبارکہ میں بہت ترغیب آئی ہے۔اگر ان میں سے کوئی چیز کبھی کبھار چھوٹ جائے تو وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ثواب میں کمی آتی ہے اور اگر کوئی شخص ان چیزوں کو چھوڑ دینے کی عادت بنالے تو ثواب میں تو اَب بھی کمی آئے گی لیکن یہ آدمی اس سے گنہگار بھی ہو گا۔ اس لیے وضو کرتے وقت سنن کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

نوٹ: وضو میں کوئی چیز واجب نہیں۔

وضو کے مستحبات و آداب:

1: وقت سے پہلے وضو کر کے نماز کے لیے تیار ہو جانا(بشرطیکہ یہ شخص معذور شرعی نہ ہو۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔)

2: قبلہ رخ بیٹھنا

3: ہر عضو دھوتے ہوئے کلمہ شہادت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ" پڑھنا

4: اعضاء کو دائیں جانب سے دھونا

5: اعضائے وضو کو مَل کر دھونا

6: اگر انگوٹھی پہنی ہو اور وہ تنگ نہ ہو تو اسے حرکت دے کر نیچے تک پانی پہنچانا (اگر تنگ ہو تو اسے حرکت دینا لازم ہے)

7: اعضائے وضو کو مبالغہ سے دھونا یعنی مقررہ حدود سے کچھ زیادہ دھونا

8: تَر چھنگلیا (بھیگی ہوئی چھوٹی انگلی) کان میں داخل کرنا

9: گردن کا مسح کرنا

10: بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

11: وضو کے بعد کی دعا پڑھنا (آگے آرہی ہے)

12: کسی سے مدد لیے بغیر وضو کے کام خود سرانجام دینا

13: پانی ضائع نہ کرنا

[5]: وضو کے آخر کی دعا

أَشۡهَدُ أَنۡ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَأَشۡهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ. اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡنِيۡ مِنَ التَّوَّابِيۡنَ وَاجۡعَلۡنِيۡ مِنَ الۡمُتَطَهِّرِيۡنَ.

(سنن الترمذی: ج1 ص18 باب فیما یقال بعد الوضوء)

ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے۔

ساتواں سبق

[1]: رازق ذات

﴿اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ (۳۷)﴾

(سورۃ الروم:37)

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے، بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

[2]: طلبِ علم ایک فریضہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ."

(سنن ابن ماجۃ: ص20 باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم کو نااہلوں کے سپرد کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے خنزیروں کو ہیرے، جواہرات اور سونے کے ہار پہنانے والا۔

[3]: خیالات کے درجات

دل میں کسی بات کا خیال آنے کے پانچ درجے ہیں:

1: ہاجس: کسی بات کا خیال دل میں اضطراراً (بے اختیار) آجانا۔

2: خاطر: کسی بات کا خیال دل میں قصداً لانا۔

3: حدیث نفس: تردد کی کیفیت ہونا کہ یہ کام کیا جائے یا نہیں۔

4: ہمّ: اس تردّد میں کسی ایک جانب کو ترجیح دینا۔

5: عزم: ایک جانب ترجیح دے کر اسے اتنی تقویت دینا کہ اگر رکاوٹ نہ ہو تو کر گزرے۔

ان درجات کا حکم یہ ہے کہ..

- پہلے تین درجات (ہاجس، خاطر اور حدیثِ نفس) پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔
- چوتھے درجہ (ہمّ) میں اگر ترجیح خیر اور نیکی کی طرف ہے تو ثواب مرتب ہو گا، اگر ترجیح؛ شر اور گناہ کی طرف ہو گی تو مؤاخذہ نہیں۔
- پانچویں درجہ (عزم) میں اگر ترجیح خیر اور نیکی کی طرف ہے تو ثواب مرتب ہو گا، اگر ترجیح؛ شر اور گناہ کی طرف ہو گی تو مؤاخذہ ہو گا۔

گویا نیکی کے ارادے میں ہمّ و عزم (چوتھا اور پانچواں درجہ) دونوں برابر ہیں یعنی دونوں پر ثواب ہے جبکہ گناہ کے معاملے میں دونوں میں فرق ہے یعنی ہمّ (چوتھے درجہ) پر کوئی مؤاخذہ نہیں البتہ عزم (پانچویں درجہ) پر مؤاخذہ ہے۔

[4]: مکروہات و نواقضِ وضو

مکروہاتِ وضو

وضو کرتے ہوئے درج ذیل باتیں ناپسندیدہ ہیں۔ اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

1: وضو کے دوران دنیاوی باتیں کرنا۔

2: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے منہ پر چھینٹیں مارنا۔

3: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے آنکھیں بند کرنا۔

4: پانی استعمال کرنے میں کنجوسی کرنا۔

5: پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا۔

6: بلاضرورت وضو کے لیے کسی سے مدد لینا۔

نوٹ: اگر کوئی عذر یا مجبوری ہو تو مدد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

نواقضِ وضو:

درج ذیل چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

[1]: پیشاب یا پاخانے کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا۔ جیسے پیشاب، پاخانہ، ہوا، منی، مذی، ودی، حیض، نفاس، خونِ استحاضہ۔

[2]: خون یا پیپ کا جسم سے نکل کر ایسے حصے کی طرف بہنا جسے وضو یا غسل میں دھونا فرض ہو۔ (لہٰذا اگر کان یا آنکھ کے اندرونی حصہ میں خون یا پیپ نکل کر بہہ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان حصوں کو وضو یا غسل میں دھونا فرض نہیں۔)

[3]: قے یعنی الٹی کرنا۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وضوٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ تفصیل یہ ہے:

☼ قے میں کھانا، پانی یا پِت (زرد رنگ کا پانی جو پتّے میں ہوتا ہے اور روغنی خوراک کے ہضم کرنے میں معاون ہوتا ہے) نکلے اور قے منہ بھر کر ہو تو وضوٹوٹ جاتا ہے۔ اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ منہ بھر کر قے ہونے سے مراد یہ ہے کہ قے مشکل سے منہ میں رکے۔

☼ قے میں بلغم نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا چاہے کم نکلے یا زیادہ، قے منہ بھر کر ہو یا منہ بھر کر نہ ہو۔

☼ قے میں پتلا خون نکلے تو وضوٹوٹ جاتا ہے چاہے کم نکلے یا زیادہ، خون منہ بھر کر نکلے یا منہ بھر کر نہ نکلے۔

☼ قے میں جما ہوا خون (ٹکڑوں کی صورت میں) نکلے تو دیکھا جائے گا کہ اگر منہ بھر کر ہو تو وضوٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

[4]: پاگل ہو جانا

[5]: بے ہوش ہو جانا

[6]: نشہ آور چیز کھانا جس سے انسان کی چال ڈھال اپنی اصلی حالت پر برقرار نہ رہے اور اس کے منہ سے بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں۔

[7]: سو جانا

اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض میں نہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☼ اگر کوئی عورت پہلو کے بل سو جائے، ایک کولہے پر سو جائے، چہرے کے بل یا چت لیٹ کر سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼ اگر کوئی عورت ہاتھ یا دیوار کے ساتھ اس طرح ٹیک لگا کر سوئے کہ اس چیز کو ہٹایا جائے تو وہ گر جائے گی، ایسی صورت میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼ اگر کوئی عورت مسنون طریقہ سے نماز پڑھ رہی ہو اور نماز کی کسی ہیئت میں سو جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا؛ چاہے حالتِ قیام ہو، حالتِ رکوع ہو، حالتِ سجدہ ہو یا حالتِ جلسہ۔ البتہ اگر عورت سجدے میں سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☼ صرف اونگھ آنے سے وضو نہیں توٹتا۔

[8]: بالغ مرد یا عورت کا رکوع اور سجدے والی نماز میں بیداری کی حالت میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔

واضح رہے کہ ہنسی کی تین قسمیں ہیں:

1: تبسم.... بغیر آواز کے مسکرانا

2: ضحک.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والے کو آواز نہ سنائی دے۔

3: قہقہہ.... ایسی آواز سے ہنسنا کہ ساتھ والا بھی سن لے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ......

"تبسم" سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی نہیں ٹوٹتی۔

"ضحک" سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

"قہقہہ" سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی۔

ان چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

1: خون یا پیپ جسم سے نکلے لیکن بہے نہیں بلکہ اپنی جگہ پر ہی قائم رہے۔

2: کھانا، پانی، پِت یا جمے ہوئے خون کی قے ہوئی لیکن منہ بھر کر نہیں ہوئی۔

3: بلغم کی قے آئے چاہے منہ بھر کر ہو یا منہ بھر کر نہ ہو۔

4: اپنی شرم گاہ کو چھونے سے۔

5: آنکھ میں دانہ تھا اور پھٹ گیا لیکن اس کا پانی آنکھ سے باہر نہیں آیا۔

6: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے۔

7: اونٹ کا گوشت کھانے سے۔

8: ستر کے کھل جانے سے۔

9: دودھ پینے سے۔ البتہ دودھ پینے کے بعد کلی کر لینا اچھا ہے۔

[5]: علمِ نافع کے حصول کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا. أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

(سنن الترمذی: ج2 ص517 کتاب الدعوات باب العفو والعافیۃ)

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے نفع دینے والا علم عطا فرما اور میرے علم میں اضافہ فرما، ہر حال میں تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آٹھواں سبق

[1]: تثلیث نہیں، توحید!

﴿ يٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡـنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ‌ ؕ اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ‌ ۚ اَ لۡقٰٮهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡهُ‌ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ‌ ۚ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ‌ ؕ اِنۡتَهُوۡا خَيۡرًا لَّـكُمۡ‌ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ‌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا (۱۷۱) ﴾

(سورۃ النساء:171)

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے علاوہ کوئی بات نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو محض اللہ کے رسول تھے اور اللہ کا ایک کلمہ تھا جو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور ایک روح تھی جو اسی کی طرف سے تھی۔ اس لیے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ ایسا کہنے سے باز آجاؤ کہ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ایک ہی معبود ہے، اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں میں زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور سب کی دیکھ بھال کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

[2]: اللہ تعالیٰ کا حلم وبردباری

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللهِ يَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ."

(صحیح البخاری: ج2 ص1097 باب قول اللہ تعالیٰ إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تکلیف دِہ بات کو سن کر صبر کرنے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ پھر بھی انہیں عافیت میں رکھتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔

[3]: اللہ تعالیٰ کا عدل و فضل

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں اسی طرح بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادہ، اختیار، خواہش ورغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں جن میں بندے کے طبعی شوق ورغبت یا طبعی نفرت وکراہت کا دخل ہوتا ہے۔ ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر اسے اجر وثواب ملے گا اور جو برا کام کرے گا اس پر اسے سزا ملے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے ہدایت اور مغفرت مانگنی چاہیے۔

[4]: غسل کی اقسام

(1): فرض

عورت پر جنابت کی صورت میں بھی غسل فرض ہوتا ہے، اس کے علاوہ حیض اور نفاس کے اختتام پر بھی فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح میت کو غسل دینا بھی فرض ہوتا ہے۔

(2): سنت

جمعہ کے دن، عید الفطر، عید الاضحیٰ، احرام باندھنے سے پہلے اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

(3): مستحب

خوف کے وقت، سفر سے واپسی پر، آندھی کے وقت، سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

[5]: رخصت کرتے وقت کی دعا

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص357 کتاب الجہاد باب فی الدعاء عند الوداع)

ترجمہ: میں آپ کے دین، آپ کی امانت اور حسن خاتمہ کو اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔

نواں سبق

[1]: پانچ باتوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ ۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ ‌ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا ‌ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌۢ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ (۳۴)﴾

(سورۃ لقمٰن:34)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (مادہ جاندار کے) رحموں میں ہے، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

[2]: پردہ پوشی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

(صحیح البخاری: ج1 ص330 ابواب المظالم والقصاص باب لایظلم المسلمُ المسلمَ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

[3]: اللہ تعالیٰ مُسَبِّب الاسباب ہیں

ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا اور نہ ہونا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اسی کی مشیت کے تابع ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں مؤثر نہیں؛ نہ لطف وثواب نہ قہر وعذاب۔

انسان جو اسباب اختیار کرتا ہے اس کی مختلف شکلیں ہیں:

- روحانی اسباب: جیسے دعا، عبادت، ذکر اللہ۔
- مادی اسباب: جیسے محنت، تعلیم، مہارتوں کا سیکھنا۔
- سماجی اسباب: جیسے دوستی، رشتہ داری، باہمی تعاون، معاشرتی تعلقات۔
- صحت کے اسباب: جیسے ورزش، اچھی خوراک، ذہنی صحت کی دیکھ بھال۔

انسان کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اسباب اختیار کرتے رہنا چاہیے لیکن نظر صرف مُسبّب الاسباب پر ہونی چاہیے کیونکہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ تعالیٰ نتیجہ مرتب کرنے میں کسی سبب کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو بغیر سبب کے بھی نتیجہ مرتب کر دیتے ہیں جیسے بغیر والدین کے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، بغیر والد کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

اسی طرح اسباب کے اندر تاثیر بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا فرماتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تاثیر اٹھالیں تو سبب موجود ہونے کے باوجود نتیجہ مرتب نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی لیکن اللہ تعالیٰ نے چھری سے کاٹنے کی تاثیر اٹھادی اس لیے چھری نے کاٹا نہیں۔ نمرود نے آگ جلا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے آگ سے جلانے کی تاثیر اٹھالی تو آگ نے جلایا نہیں۔

[4]: غسل کے فرائض اور سنتیں

غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرائض ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا۔

1: اچھی طرح کلی کرنا تاکہ پانی پورے منہ میں پہنچ جائے۔ (اگر روزہ نہ ہو تو غرارہ کر لینا چاہیے۔ غسل میں غرارہ کرنا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے۔)

2: ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچانا جہاں تک آلائش رہتی ہے۔ (اگر روزہ نہ ہو تو سانس کے ذریعے ناک کی نرم ہڈی سے اوپر تک پانی چڑھالیا جائے۔ ناک میں پانی ڈالنے کے لیے مبالغہ کرنا یعنی سانس کے ذریعے پانی نرم ہڈی سے اوپر تک چڑھانا مسنون ہے، فرض نہیں)

3: تمام بدن پر ایک مرتبہ اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں:

غسل میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں:

1: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

نوٹ: بسم اللہ غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھی جائے۔

2: نیت کرنا

3: دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا

3: بدن کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کو دھونا

5: استنجا کرنا

6: مکمل وضو کرنا

7: پہلے سر پر، پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا

8: پے درپے غسل کرنا یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھولینا۔

9: جسم کو مَل کر دھونا

10: سارا بدن تین بار دھونا

[5]: مسجد سے باہر نکلنے کی دعا

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.

(صحیح مسلم: ج1 ص248 کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا. باب مایقول اذا دخل المسجد)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل وکرم کا سوال کرتی ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

دسواں سبق

[1]: ملائکہ کی صفات

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ (۲۰۶)﴾

(سورۃ الاعراف:206)

ترجمہ: بیشک جو(فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر کرکے منہ نہیں موڑتے اوراس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ آیت سجدہ ہے اگر آپ نے اس آیت کی تلاوت کرلی ہے تو آپ پر سجدہ تلاوت لازم ہو چکا ہے۔

[2]: کامل مسلمان کی علامات

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ".

(صحیح البخاری:ج 1 ص 6 کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی ایذاء) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

[3]: ملائکہ کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ نہ مرد اور نہ ہی عورت ہیں۔ جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرر کیا ہے ان کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے البتہ ان میں سے چار حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

فائدہ: انسانوں اور فرشتوں میں باہمی فضیلت

اکابرین واسلاف کی عبارات کے پیشِ نظر درج ذیل موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔

(1): انبیاءورسل علیہم السلام مقربین ملائکہ یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت، حاملین عرش وغیرہ سے افضل ہیں۔

(2): مقربین ملائکہ؛ دیگر ملائکہ اور خواص بشر؛اولیاء، اتقیاء، صلحاء سے افضل ہیں۔

(3): خواص بشر؛عام ملائکہ سے افضل ہیں۔

(4): عام ملائکہ؛عام انسانوں سے افضل ہیں۔

[4]: تیمم کے مسائل واحکام

تیمم کے فرائض:

تیمم کے دو فرض ہیں:

1: مٹی پر ہاتھ مار کر چہرے پر اس طرح ہاتھ ملنا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ پائے۔

2: مٹی پر ہاتھ مار کر بازوؤں پر اس طرح ہاتھ ملنا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ پائے۔

تیمم کی سنتیں:

1: شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

2: پے درپے تیمم کرنا یعنی چہرے اور بازوؤں پر مسح کرنے کے درمیان کوئی اور کام نہ کرنا جیسے کھانا پینا۔

3: ترتیب سے تیمم کرنا یعنی پہلے چہرے کا مسح، پھر دائیں بازو کا، پھر بائیں بازو کا۔

4: مٹی پر ہاتھوں کو آگے پیچھے حرکت دینا۔

5: مٹی پر ہاتھ مارتے ہوئے دونوں ہاتھ کھلے رکھنا۔

6: مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھ جھاڑ لینا۔

7: انگلیوں کا خلال کرنا۔

تیمم کرنے کا طریقہ:

سب سے پہلے حدث سے پاک ہونے کی نیت کریں۔ پھر دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور پورے

چہرے پر اس طرح پھیریں کہ کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر جھاڑ لیں اور دونوں بازوؤں پر اچھی طرح پھیر لیں۔ آخر میں انگلیوں کا خلال کرلیں۔

تیمم کے صحیح ہونے کی شرائط:

درج ذیل سات شرائط پائی جائیں تو تیمم صحیح ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ ذیل میں تفصیلاً پیش کی جاتی ہیں:

پہلی شرط:

نیت کرنا۔ یعنی دل میں پاک ہونے کا ارادہ کرنا یا اس کام کے جائز ہونے کا ارادہ کرنا جو وضو یا غسل کے بغیر نہیں ہوتا۔ زبان سے بھی اگر اس نیت کا اظہار کیا جائے تو اچھا ہے۔

دوسری شرط:

تیمم کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ جن مجبوریوں کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے ان میں سے کوئی مجبوری پائی جائے۔ وہ مجبوریاں یہ ہیں:

1: پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل (یعنی 1.609 کلو میٹر) دور ہو۔

2: پانی تو موجود ہو لیکن اس شخص کا غالب گمان ہو یا کسی ماہر ڈاکٹر نے بتایا ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو بیمار ہو جائے گی یا بیماری بڑھ جائے گی یا جو بیماری لاحق ہے اس سے صحت یابی کافی دیر سے ہو گی۔

3: غالب گمان ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو معذور ہو جائے گی یا مر جائے گی۔

4: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ وضو یا غسل کر لیا تو بعد میں سخت پیاس لگنے کی صورت میں مزید پانی نہیں ملے گا۔

5: پانی تو موجود ہو لیکن اسے حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔ جیسے کنویں کے کنارے کھڑی ہو لیکن ڈول یا رسی نہ ہو یا الیکٹرک پمپ لگا ہو لیکن بجلی نہ ہو۔

6: پانی تو موجود ہو لیکن اس تک پہنچنے میں جان کا خطرہ ہو۔ مثلاً کنویں یا تالاب کے قریب کوئی دشمن یا کوئی درندہ موجود ہے جس سے جان کا خطرہ ہے۔

7: ایسی نماز کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو جس کی قضا نہیں ہوتی تو پانی کے پائے جانے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے۔ مثلاً مرد نماز جنازہ یا نماز عید کے لیے جائیں اور دیکھیں کہ نماز ہو رہی ہے اور اگر ہم وضو کرنے چلے گئے تو نماز ختم ہو جائے گی تو یہ لوگ وضو کے بجائے تیمم کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر نمازِ جمعہ کے لیے گئے لیکن وہاں جمعہ کی نماز کھڑی تھی۔ ان لوگوں کا وضو نہیں تھا تو اب وضو کر کے نماز پڑھنا لازم ہے کیونکہ اگر جمعہ فوت ہو گیا تو اس کا بدل ظہر کی نماز ہے یا اس علاقے میں کوئی دوسرا جمعہ ہے۔ اس لیے اس صورت میں تیمم جائز نہیں ہو گا۔

تیسری شرط:

مٹی یا جو چیزیں مٹی کی جنس میں شمار ہوتی ہیں ان پر تیمم درست ہے اور جو چیزیں مٹی کی جنس سے شمار نہیں ہوتیں ان پر تیمم درست نہیں ہے۔ درج ذیل چیزیں مٹی کی جنس سے ہوتی ہیں:

1: ایسی چیزیں جو جلانے سے نہ جلیں۔

2: ایسی چیزیں جو پگھلانے سے نہ پگھلیں۔

3: ایسی چیزیں جو زمین میں دفن کرنے سے نہ گلیں، نہ سڑیں۔

چنانچہ ریت، چونا، عام پتھر، سنگ مرمر وغیرہ مٹی کی جنس سے شمار ہوتے ہیں اس لیے ان پر تیمم کرنا درست ہے۔ سونا، چاندی، تانبے کے برتن، گندم، لکڑی، اناج، کپڑا وغیرہ جیسی چیزیں مٹی کی جنس سے شمار نہیں ہوتیں اس لیے ان پر تیمم درست نہیں۔ ہاں اگر کپڑے، تکیے، تانبے کے برتن وغیرہ پر اتنی گرد لگی ہو کہ اگر ان پر ہاتھ پھیریں تو ہاتھ پر اچھی طرح لگ جاتی ہو تو اب ان پر تیمم درست ہو گا۔

چوتھی شرط:

اپنے چہرے اور کہنیوں سمیت بازوؤں پر اس طرح مسح کرنا کہ بال برابر جگہ بھی نہ چھوٹے۔ اس لیے اگر بھوؤں کے نیچے، آنکھوں کے اوپر یا ان جیسی جگہوں پر مسح نہیں کیا جو چہرے اور بازوؤں کی حدود میں آتی ہیں تو تیمم صحیح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر جسم پر کوئی چیز مثلاً ناخن پالش، رنگ، آٹا لگا ہو جس کی وجہ سے جلد پر مسح نہ ہوا تو بھی تیمم صحیح نہیں ہو گا۔ اس لیے تیمم کرنے سے پہلے ان چیزوں کو اتار لینا چاہیے۔

پانچویں شرط:

تیمم کرنے والی عورت مسح کرتے وقت اپنا مکمل ہاتھ یا ہاتھ کا اکثر حصہ استعمال کرے۔ ہاتھ کی تین انگلیاں ہاتھ کا اکثر حصہ شمار ہوتی ہیں۔ اس لیے اگر کسی نے صرف ایک یا دو انگلیوں سے مسح کیا تو تیمم صحیح نہیں ہو گا۔

چھٹی شرط:

تیمم کے لیے دو ضربیں لگانا ضروری ہے۔ یعنی دونوں ہاتھوں کا اندرونی حصہ زمین پر دو مرتبہ مارا جائے؛ ایک بار چہرہ پر مسح کرنے کے لیے اور دوسری بار دونوں ہاتھوں پر مسح کرنے کے لیے۔

ساتویں شرط:

تیمم کے صحیح ہونے میں رکاوٹ اور مانع نہ ہونا۔ یعنی ایسی کوئی چیز نہ پائی جائے جو تیمم کے صحیح ہونے میں رکاوٹ بنتی ہو۔ مثلاً عورت کا حیض یا نفاس میں ہونا۔

نواقضِ تیمم:

1: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے پیشاب، پاخانہ، منی کا نکلنا۔

2: کسی نے وضو کا تیمم کیا تھا۔ اگر اسے اتنا پانی مل جائے جس سے وضو ہو سکے تو اب تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے غسل کا تیمم کیا تھا اور غسل کرنے کے بقدر پانی مل گیا تو بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

3: بیماری کی وجہ سے تیمم کیا تھا۔ اب بیماری سے صحت یابی ہو گئی اور وضو یا غسل کرنا اب نقصان دہ نہیں رہا تو اب بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

[5]: گھر سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ.

(سنن الترمذی: ج2 ص181 باب ماجاء مایقول اذا خرج من بیتہ)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتی ہوں، (بے شک) گناہوں سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت اللہ ہی سے ملتی ہے۔

گیارھواں سبق

[1]: انبیاء سابقین علیہم السلام وکتبِ سابقہ

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ(١٦٣) وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ(١٦٤)﴾

(سورۃ النساء: 163، 164)

ترجمہ: (اے نبی!) ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد دیگر انبیاء کے پاس بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولادِ یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔ بہت سے رسول ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسول ایسے بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام کیا۔

[2]: تعداد انبیاء ورسل علیہم السلام

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَمْ وَفَاءُ عِدَّۃِ الْاَنْبِیَاءِ؟ قَالَ: مِائَۃُ اَلْفٍ وَّاَرْبَعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اَلْفًا، اَلرُّسُلُ مِنْ ذٰلِکَ ثَلٰثُ مِائَۃٍ وَّخَمْسَۃَ عَشَرَ جَمًّا غَفِیْرًا.

(مشکوٰۃ المصابیح: ص511 باب بدء الخلق وذکر الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! انبیاء کی پوری تعداد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسولوں کی تعداد تین سو پندرہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

وضاحت:

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کو بیان کرتے ہوئے عدد کو حتمی طور پر ذکر نہ کیا جائے بلکہ احتیاط سے کام لیتے ہوئے یوں کہا جائے: ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش۔

اس کی وجوہات یہ ہیں:

1: جن روایات میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کا ذکر ہے ان روایات پر کلام ہے۔

2: یہ روایات؛ اخبارِ آحاد ہیں۔ اگر انہیں صحیح بھی مان لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ظن کا فائدہ دیں گی جبکہ اعتقاد کے باب میں قطعیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

3: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ رُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ رُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ۚ‏ (۱۶۴)﴾

(سورۃ النساء:164)

ترجمہ: اور ہم نے کئی ایسے رسول بھیجے جن کے واقعات ہم نے آپ کو پہلے سنا دیے ہیں اور کئی رسول ایسے ہیں جن کے قصے ہم نے آپ کو نہیں سنائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست باتیں کیں۔

اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے ہیں اور بعض کے احوال آپ کو نہیں بتائے، اگر ہم یقین کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد بیان کریں تو اس میں خطرہ ہے کہ کسی غیر نبی کو اللہ کا نبی قرار دیا جائے یا کسی نبی کو انبیاء کی فہرست سے نکال دیا جائے۔

[3]: نبوت کے متعلق عقائد

حقیقتِ نبوت:

"نبی" ایسے انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو، معصوم عن الخطا ہو اور اس کی اتباع اور پیروی فرض ہو یعنی وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی اور انسان کے لیے ثابت کرنا اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، کفر ہے۔

نوٹ: نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے، عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔ نبوت وہی چیز ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے عطا ہوتی ہے، اپنی محنت سے عبادت کرکے کوئی شخص نہ نبی بن سکتا ہے اور نہ ہی نبی کے مرتبہ اور مقام کو پہنچ سکتا ہے۔

صداقتِ نبوت:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی اور رسول آئے سارے برحق اور سچے ہیں۔

دوامِ نبوت:

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی اور رسول تھے۔ البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کے لیے نجات کا مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی نیند:

نیند کی حالت میں انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اس لیے ان مبارک ہستیوں کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہے اور نیند کے باوجود انبیاء کرام علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

[4]: موزوں پر مسح کے احکام

"موزہ" چمڑے کی جرابوں کو کہتے ہیں۔ اس پر مسح کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

1: موزہ کو مکمل طہارت کی حالت میں پہنا ہو۔

2: موزہ اتنا اونچا ہو کہ کم از کم ٹخنوں کو چھپالے۔

3: موزہ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر یا اس سے زیادہ پھٹا ہوا نہ ہو۔

فائدہ: اگر جرابیں ایسی ہوں جو صفات میں موزے کی طرح ہوں تو وہ بھی موزے کے حکم میں ہوں گی اور ان پر مسح کرنا بھی درست ہو گا۔ وہ صفات یہ ہیں:

1: پنڈلی پر بغیر باندھے (مثلاً ربڑ وغیرہ سے) ہوئے قائم رہ سکیں اور یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔

2: ان میں پانی نہ چھنے یعنی ان پر پانی گرائیں تو پانی ان میں اتر کر پاؤں تک نہ پہنچ سکے۔

3: اس میں کم از کم تین میل (4.8 کلو میٹر) کی مسافت بغیر جوتے کے سفر کرنا ممکن ہو۔

مذکورہ شرائط اگر جرابوں میں پائی جائیں تو وہ کہنے میں تو جرابیں ہوں گی مگر دراصل موزے ہوں گے، اس لیے ان پر بھی مسح درست ہو گا۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ:

فرض مقدار: مسح کی فرض مقدار یہ ہے کہ ہاتھ کی تین انگلیوں کی مقدار موزے کے اوپر مسح کیا جائے۔

مستحب مقدار: پورے ہاتھ کو انگلیوں اور ہتھیلی سمیت گیلا کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچ لیں۔

بعض خواتین پوری انگلیوں کے بجائے صرف انگلیوں کے پوروں سے مسح کر لیتی ہیں، اس طریقے سے مسح تو ہو جاتا ہے لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔

نواقضِ مسح:

1: اگر ایک موزہ اتار دیں یا کم از کم ایک پاؤں کی ایڑی باہر نکال لیں تو مسح ٹوٹ جائے گا۔

2: مقیم کے لیے مدت مسح 24 گھنٹے ہے اور مسافر کے لیے 72 گھنٹے ہیں۔ جب مدت گزر جائے تو موزہ اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔

نوٹ: موجودہ دور میں جو اونی اور سوتی جرابیں ہیں ان پر مسح کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسی جرابوں پر مسح کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز نہ ہو گی۔ ایسی نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

[5]: نقصان پہنچنے کے وقت کی دعا

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ.

(سورۃ البقرۃ:156، عمل الیوم واللیلۃ: ص:626 باب مایقول من أصیب بمصیبۃ)

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

بارھواں سبق

[1]: صداقتِ قرآن

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (۸۸)﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:88)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر تمام انسان وجنات اس جیسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں تو بھی اس جیسا قرآن نہیں لا سکتے چاہے وہ اس کے لیے ایک دوسرے کے مدد گار بن جائیں۔

[2]: جیسے اعمال ویسے حکمران

عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَمَا تَكُوْنُوْا كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج6 ص23 باب فی طاعۃ اولی الامر رقم 7391)

ترجمہ: یونس بن ابی اسحاق اپنے والد ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ السَّبِیعی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جیسے تم ہو گے (یعنی جیسے تمہارے اعمال ہوں گے) ویسے ہی تم پر حکمران لائے جائیں گے۔

[3]: آسمانی کتب کے متعلق عقائد

کتبِ سماویہ:

جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب؛ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ برحق اور سچی تھی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ البتہ باقی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب قیامت تک کے لیے کتب سماویہ میں سے واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

صداقتِ قرآن:

"سورۃ الفاتحہ" سے لے کر "والناس" تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں ایک بھی لفظ بلکہ حرف کے انکار یا تحریف کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[4]: حیض اور استحاضہ کے احکام

حیض کی تعریف:

بالغہ عورت کو جو خون رحم سے بغیر کسی بیماری کے جاری ہو بشرطیکہ وہ عورت حمل کی حالت میں بھی نہ ہو اور نہ ہی بڑھاپے کی خاص عمر (یعنی 55 سال) کو پہنچی ہو اور یہ خون تین دن تین رات سے کم بھی نہ ہو اور دس دن دس رات سے زائد بھی نہ ہو تو اسے "حیض" کہتے ہیں۔

حیض کی اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اگر...

- یہ خون بلوغت کی عمر (نو سال) سے پہلے آئے
- یا کسی خاص بیماری کی وجہ سے آئے
- یا حمل کے دوران آئے
- یا بڑھاپے کی عمر میں آئے (ماسوائے چند صورتوں کے جن کا حکم آگے آئے گا)
- یا تین دن سے کم آئے
- یا دس دن سے زائد آئے

تو وہ حیض کا خون نہیں ہو گا۔ ان تمام صورتوں میں آنے والا خون "استحاضہ" کہلائے گا۔

استحاضہ کا حکم:

استحاضہ کے خون کا حکم یہیں سمجھ لیا جائے تاکہ آئندہ جہاں استحاضہ کا ذکر آئے تو یہی حکم ذہن میں رہے۔ استحاضہ کا خون عام خون کی طرح ہے جو جسم کے کسی حصہ سے جاری ہو، جیسے نکسیر کا خون۔ استحاضہ کے خون سے صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔ نماز کا وقت داخل ہوتے ہی وضو کر لیا جائے اور جسم اور کپڑے پر جس

جگہ یہ خون لگا ہو صرف وہی جگہ پاک کر لی جائے اور نماز پڑھی جائے۔ اس حالت میں نماز، روزہ دونوں کی ادائیگی فرض رہتی ہے اور نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے ادائیگی صحیح بھی ہو جاتی ہے۔ استحاضہ میں طواف، تلاوت، قرآن مجید کو چھونا، میاں بیوی کے تعلقات سب جائز ہیں، کسی چیز کی ممانعت نہیں۔

حیض کا رنگ:

حیض کے رنگ کا سرخ ہونا ضروری نہیں بلکہ زرد، سبز، مٹیالا اور سیاہ رنگ کا حیض بھی آ سکتا ہے۔

حیض کی ابتدائی اور انتہائی عمر:

حیض کی ابتدائی عمر نو برس ہے۔ چاند کے حساب سے لڑکی جب تک نو برس کی نہ ہو جائے اسے حیض نہیں آتا۔ اس لیے نو سال پورے ہونے سے پہلے جو خون آئے گا وہ استحاضہ ہو گا۔

حیض کی انتہائی عمر پچپن برس ہے یعنی چاند کے حساب سے جب عورت پچپن برس کی ہو جائے تو حیض کے اعتبار سے اس عمر کو "بڑھاپے والی عمر" شمار کیا جاتا ہے جسے اصطلاح میں "آئسہ" کہتے ہیں۔ عام طور پر اس عمر کے بعد حیض نہیں آتا۔ اگر پچپن برس کے بعد خون آ جائے اور خوب سرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہو گا اور اگر زرد، سبز، مٹیالا وغیرہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ پچپن برس کی عمر سے پہلے اس رنگ کا حیض آتا رہا ہو تو یہ بھی حیض ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا۔

حیض کی مدت:

حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات (یعنی 72 گھنٹے) ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات (یعنی 240 گھنٹے) ہے۔ لہٰذا کسی کو تین دن تین رات (72 گھنٹے) سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور اگر دس دن دس رات (240 گھنٹے) سے زائد آیا تو دس دن دس رات سے زائد خون بھی استحاضہ ہے۔

عورت کے حیض کا مخصوص زمانہ اس کی ناپاکی کی حالت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ کا زمانہ عورت کی پاکی کی حالت ہوتی ہے۔ پاکی کی اس حالت کو "طہر" کہا جاتا ہے۔

ایام عادت:

اگر کسی کی عادت تین دن یا چار دن حیض آنے کی ہے پھر کسی ماہ میں زیادہ آگیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک دس دن سے نہ بڑھ جائے، سب حیض ہے۔ اگر دس دن سے بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت ہے وہ حیض ہے، باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینا میں دس رات سے زیادہ خون آگیا تو وہی تین دن تو حیض کے ہیں، باقی دنوں کا خون سب استحاضہ ہے۔

ان دنوں کی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ دس دن رات تک تو نماز نہ پڑھے کیونکہ اندیشہ ہے کہ حیض ہو لیکن جیسے ہی دس دن دس رات سے بڑھے تو فوراً پاک ہو کر نماز پڑھے اور تین دن تین رات کے علاوہ باقی دنوں کی قضا پڑھے اور یہ قضا پڑھنا واجب ہے۔ ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے، کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن۔ اس طرح بدلتا رہتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ حیض شمار ہو گا اور اگر کبھی دس دن سے بڑھ جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس سے پہلے مہینا میں کتنے دن حیض آیا تھا؟ بس اتنے دن حیض شمار کریں گے، باقی سب استحاضہ ہے، ان دنوں کی نمازوں کی قضا واجب ہو گی۔

حائضہ کی اقسام اور احکام:

حائضہ کی دو قسمیں ہیں:

1: حائضہ مُبْتَدِاَہ

جسے زندگی میں پہلی بار حیض آئے۔ اگر وہ خون دس دن سے کم ہو تو سب حیض ہے۔ اگر دس دن ہو تو بھی حیض ہے اور اگر دس دن سے بڑھ گیا تو دس دن حیض ہو گا اور جو دس دنوں سے بڑھ گیا وہ استحاضہ ہے۔ اگر یہ خون مہینا بھر جاری رہا تو اس پہلے دن سے لے کر دس دن تک حیض شمار کیا کریں گے اور باقی بیس دن استحاضہ۔

2: حائضہ معتادہ

جسے پہلے بھی حیض آچکا ہو یا حیض آنے کا معمول ہو۔ اس عورت کی جو عادت مقرر ہو اسی کے مطابق اس کے حیض اور طہر کا حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ اگر اس کا معمول پانچ دن حیض آنے کا اور بیس دن پاک رہنے کا ہو تو پانچ

دن حیض کے شمار ہوں گے اور بیس دن پاکی کے۔ جب تک اس کی عادت تبدیل نہیں ہوتی اس کا یہی حکم ہو گا۔

مدتِ طہر:

دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی مدت مقرر نہیں، سالوں تک بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک نہ آئے وہ پاک رہے گی۔ اگر کسی کو ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک دو دن خون آ گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ پندرہ دن سے پہلے اور بعد میں ایک دو دن جو خون آیا وہ حیض شمار نہ ہو گا بلکہ یہ استحاضہ ہے۔

اگر ایک دو دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی پھر ایک دو دن خون آیا تو اس کا حکم یہ کہ جن دنوں پاک رہی ان کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا برابر اتنے دن خون جاری رہا، اب اس کے جتنے دن کی عادت ہے وہ تو حیض ہے، باقی سب استحاضہ ہے۔

[5]: اذان کے بعد کی دعا

أَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُودَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّہٗ.

(صحیح البخاری: ج1 ص86 باب الدعاء عند النداء)

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

نوٹ: "وَعَدْتَّہٗ" تک صحیح البخاری میں ہے۔ بیہقی کی روایت میں "اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" کے الفاظ بھی قوی سند سے آئے ہیں۔ البتہ "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" کے الفاظ اس موقع پر اپنی طرف سے زائد نہ کیے جائیں کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

تیرھواں سبق

[1]: نبی کریم ﷺ پر انعاماتِ الٰہیہ کی بارش

﴿اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ (۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ (۳)﴾

(سورۃالکوثر)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ لہٰذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہو گا۔

[2]: اللہ تعالیٰ کی اطاعت سب سے بڑھ کر ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ".

(المعجم الکبیر للطبرانی:ج7ص277رقم الحدیث 14795)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کی ایسی اطاعت کرنا جائز نہیں جس سے خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔

[3]: عظمتِ انبیاء کرام علیہم السلام وعلومِ نبوت

عظمتِ انبیاء کرام علیہم السلام:

کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے اعلیٰ و افضل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

عظمتِ علومِ نبوت:

ہر نبی اپنے زمانے میں شریعتِ مطہرہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ہر نبی کو لوازمِ نبوت علوم سارے کے سارے عطا ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اوّلین و آخرین کے نبی ہیں اس لیے حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کو اوّلین و آخرین کے اور تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا کیے گئے۔

[4]: حیض کے بقیہ احکام و مسائل

1: حمل کے زمانے میں اگر خون آجائے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ یہاں تک کہ بچہ کی پیدائش سے پہلے جو خون آتا ہے وہ بھی استحاضہ ہے اور پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ ''نفاس'' ہے۔

2: اگر کسی کو فرض نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا تو نماز چھوڑ دے، یہ نماز بالکل معاف ہوگئی ہے اور اس کی قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے۔ اگر نفل یا سنت میں ایسی صورت پیش آگئی تو نماز ختم کر دے لیکن پاک ہونے کے بعد اس کی قضا پڑھنا بھی واجب ہے۔ اسی طرح اگر نماز کے بالکل آخری وقت میں حیض آگیا جو ابھی تک نہیں پڑھی تھی تو وہ بھی معاف ہوگئی، قضا واجب نہیں۔

3: اگر روزہ کی حالت میں حیض آگیا خواہ آدھا دن گزرنے کے بعد بھی ایسی صورت پیش آگئی تو وہ روزہ ٹوٹ گیا؛ چاہے فرض ہو یا نفل، پاک ہونے کے بعد قضا رکھے۔

4: حیض کے زمانہ میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح بیوی کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے جسم کو بغیر کسی کپڑے کے ہاتھ لگانا یعنی برہنہ جسم کو چھونا اور جسم سے جسم ملانا بھی جائز نہیں۔ اس کے علاوہ بیوی کا بوسہ لینا، پیار کرنا، اس کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب جائز ہے۔

5: حیض کا خون رکنے کے بعد ہم بستری کے جائز یا ناجائز ہونے میں کچھ تفصیل ہے:

☼ یہ حیض اپنی پوری مدت (یعنی دس دن = 240 گھنٹے) میں ختم ہوا تو خون رکتے ہی غسل سے پہلے ہم بستری درست ہے۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ غسل کے بعد ہمبستری کریں۔

☼ یہ خون دس دنوں سے کم میں ختم ہوا ہے۔ مثلاً چار یا پانچ دنوں میں اور عورت کی عادت بھی یہی چار یا پانچ دن تھی تو خون رکتے ہی ہم بستری درست نہیں بلکہ خون رکنے کے بعد یا تو عورت غسل کر لے یا اس پر ایک نماز کا وقت گزر جائے (یعنی اتنا وقت گزر جائے جس میں غسل کر کے کپڑے پہن کر تکبیر تحریمہ کہا جا سکے)

☼ یہ خون عادت کے ایام سے پہلے ہی رک گیا ہے تو عادت کے ایام مکمل ہونے سے پہلے ہمبستری جائز نہیں کیونکہ اندیشہ ہے کہ خون وقتی طور پر بند ہوا اور دوبارہ جاری ہو جائے۔

6: اگر خون ایک دو دن آکر بند ہو گیا تو غسل کرنا واجب نہیں ہے، وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی تعلق قائم کرنا درست نہیں ہے۔ اگر پندرہ دن سے پہلے دوبارہ آجائے تو سمجھا جائے گا کہ اس پورے عرصے میں خون جاری رہا ہے۔ اب سابقہ عادت کو دیکھ کر حیض اور استحاضہ کے ایام کی تعیین کرے (اس تفصیل کے مطابق جو پہلے بیان کی جا چکی ہے)۔ جتنے دن حیض کے ہوں وہ نکال کر استحاضہ کے دنوں کی نمازوں کی قضا پڑھے، اور اگر درمیان میں مکمل پندرہ دن (360 گھنٹے) گزر گئے اور حیض نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ یہ استحاضہ تھا۔ اگر ان دنوں کی نمازیں نہیں پڑھی تھیں تو اب ان کی قضاء کرے۔

7: اگر خون بالکل نماز کے آخری وقت میں بند ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اگر دس دن سے کم آیا اور ایسے وقت میں بند ہوا کہ وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی سے غسل کے فرائض ادا کر کے غسل کر کے اتنا وقت باقی رہتا ہے کہ جس میں صرف ایک مرتبہ "اللہ اکبر" کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی نماز اس پر واجب ہو گئی، بعد میں قضا پڑھنا لازم ہو گا اور اگر پورے دس دن ہو اور وقت اتنا تنگ ہو کہ صرف اللہ اکبر کہہ سکتی ہو اور نہانے کی بھی گنجائش نہ ہو تو بھی نماز واجب ہے۔ بعد میں اس کی قضا کرے گی۔

8: اگر رمضان المبارک میں رات کو پاک ہوئی تو ایسی صورت میں اگر پورے دس دن تک حیض آیا ہو اور ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ صرف "اللہ اکبر" بھی نہیں کہہ سکتی کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے، اس کو چاہیے کہ نیت کرے اور صبح کو غسل کر لے۔

9: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت پاک ہوئی کہ صرف فرائض غسل ادا کر کے غسل تو کر لے گی لیکن روزہ کا وقت ختم ہونے سے پہلے "اللہ اکبر" تک نہیں کہہ سکتی تب بھی روزہ واجب ہو گا۔ اگر غسل نہ کیا ہو تو چاہیے کہ روزے کی نیت کر لے اور غسل بعد میں کر لے۔

10: اگر خون دس دن سے کم آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ جلدی سے غسل کرنے کا بھی وقت نہیں ہے (یعنی ایسے وقت بند ہوا کہ بند ہوتے ہی فوراً غسل شروع کرے تب بھی نہ کر سکے) تو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے، بعد میں اس روزہ کی قضا رکھے۔

11: ایک عورت پر کسی وجہ سے غسل واجب تھا اور ابھی غسل نہ کر پائی تھی کہ حیض آگیا تو ایسی صورت میں

اس پر غسل واجب نہیں رہا، جب حیض سے پاک ہو جائے تب غسل کرلے۔ ایک ہی غسل دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

12: حیض کے دنوں میں مستحب ہے کہ نماز کا وقت آنے پر وضو کر کے کسی پاک جگہ بیٹھ کر تھوڑی دیر اللہ اللہ کرلیا کرے تاکہ نماز کی عادت نہ چھوٹے اور پاک ہو جانے کے بعد نماز سے دل نہ گھبرائے۔

[5]: کھانا کھاتے وقت کی دعا

کھانا شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

(سنن ابی داؤد: ج2ص173 کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام)

اگر دعا پڑھنا بھول جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ.

(سنن ابی داؤد: ج2ص173 کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام)

ترجمہ: کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتی ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

چودھواں سبق

[1]: گستاخِ رسول کا انجام

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ (۱) مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ (۲) سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (۳) وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (٤) فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (٥)﴾

(سورۃ اللھب)

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے کسی کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں گرے گا اور اس کی بیوی بھی، لکڑیاں اٹھانے والی، اپنی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی لیے ہوئے۔

[2]: قرآن کریم یاد کرنے کی اہمیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ".

(سنن الترمذی: ج2 ص119 ابواب فضائل القرآن باب ما جاء فیمن قرأ حرفا من القرآن مالہ من الاجر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی (محفوظ) نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

[3]: توہینِ رسالت اور توہینِ علمِ نبوت کا حکم

توہینِ رسالت:

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی و بے ادبی کرنا یا گستاخی اور بے ادبی کو جائز سمجھنا کفر ہے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف اتنی سی فضیلت کا قائل ہونا جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہے، کفر اور بے دینی ہے۔

توہین علمِ نبوت:

اس بات کا قائل ہونا کہ فلاں شخص کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، یا علوم نبوت یعنی علم دین کو باقی علوم وفنون کے مقابلے میں گھٹیا سمجھنا یا علماء دین کی بوجہِ علم دین تحقیر کرنا کفر ہے۔

[4]: نفاس کے مسائل واحکام

نفاس کی تعریف:

بچہ پیدا ہو جانے کے بعد رحم سے جو خون آتا ہے اسے "نفاس" کہتے ہیں۔

نفاس کی کم سے کم مدت متعین نہیں ہے۔ اگر ایک آدھ گھنٹہ بھی خون آکر بند ہو جائے تو بھی نفاس ہے۔ نیز ایسا بھی ممکن ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اس کے بعد جو خون آئے وہ استحاضہ ہے۔

مسائل:

1: اگر حمل گر گیا اور اس کے بعد خون آیا تو ایسی صورت میں اگر بچے کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس کا ہے، اور اگر بچے کا کوئی عضو نہ بنا ہو، بس گوشت کا لوتھڑا ہی ہو تو اس کے بعد آنے والا خون "نفاس" نہیں ہے۔ مدت وعادت دیکھنے کے بعد اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا۔

2: کسی کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی اور خون چالیس دن یا اس سے کم آیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دنوں سے بڑھ گیا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جو خون زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔ فوراً نہا دھو کر نماز پڑھنا شروع کر دے، خون کے بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔ اگر یہ پہلا بچہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی بچے کی پیدائش ہو چکی ہے اور خون چالیس دن یا اس سے کم آیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دنوں سے بڑھ گیا تو یہ عورت اپنی عادت کو دیکھے کہ پہلے کتنے دن نفاس آیا تھا؟ جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے شمار کرے، باقی استحاضہ ہے۔ مثلاً کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے اور اب کی بار تیس دن پر بھی بند نہ ہو تو ایسی صورت میں غسل نہ کرے بلکہ انتظار کرے۔ اگر چالیس دن پر بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے بڑھ گیا تو تیس دن

نفاس کے ہیں، باقی سب استحاضہ ہے۔ اب غسل کرکے ان دس دنوں کی نماز قضا کرے۔

حیض و نفاس کے مشترک احکام:

1: حیض و نفاس کی حالت میں نماز تو بالکل معاف ہے البتہ پاک ہونے پر روزہ کی قضا کرنا ہوگی۔

2: جس عورت پر غسل واجب ہو جیسے جنبی یا حیض و نفاس والی تو اس کو مسجد میں جانا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا، کلام مجید پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا جائز نہیں ہے۔

3: حالت نفاس، حیض اور جنابت میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، نہ زبانی نہ ہی دیکھ کر، پوری آیت پڑھنا تو بالکل جائز نہیں ہے لیکن اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا چھوٹا سا ٹکڑا یا آدھی آیت پڑھے تو جائز ہے لیکن وہ آدھی آیت بھی اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے۔

4: حالت نفاس، حیض اور جنابت میں اگر پوری سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو جائز ہے۔ اسی طرح دعا کے مضمون پر مشتمل آیات بھی دعا کی نیت سے پڑھنا درست ہے جیسے ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اور ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾۔

5: اگر کوئی عورت قرآن مجید پڑھاتی ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے "ہجے" کروانا درست ہے اور رواں کرواتے وقت پوری آیت پڑھنا جائز نہیں بلکہ ایک ایک، دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دیا کرے اور کاٹ کاٹ کر آیت رَواں کروائے۔

6: حیض و نفاس کی حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف، اسمائے حسنیٰ، کوئی وظیفہ یا دعائے قنوت وغیرہ پڑھنا جائز ہے، منع نہیں۔

نوٹ: حیض، نفاس اور استحاضہ کے مزید احکام میری کتاب "کتاب الفقہ (حصہ اوّل)" میں ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: کھانا کھانے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص184 ابواب الدعوات باب ما یقول اِذا فرغ من الطعام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

پندرھواں سبق

[1]: ختم نبوت

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾﴾

(سورۃ الاحزاب:40)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔

[2]: ختم نبوت

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ".

(سنن ابی داؤد: ج2 ص233 کتاب الفتن باب ذکر الفتن و دلائلھا)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

[3]: عقیدہ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا تھا اس کا اختتام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء و رسل علیہم السلام کی جو تعداد متعین تھی وہ تعداد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف

لانے سے پوری ہو چکی ہے، اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالمِ دنیا میں کسی بھی قسم کی جدید نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے چند امور ملاحظہ ہوں:

:1 عقیدہ ختم نبوت؛ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اگر کسی انسان کا اس پر ایمان نہ ہو یا اسے اس عقیدہ کے بارے میں علم نہ ہو تو ایسا شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

:2 عقیدہ ختم نبوت؛ قرآن کریم کی تقریباً ایک سو آیات سے ثابت ہے۔

:3 عقیدہ ختم نبوت؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو سے زائد احادیث سے ثابت ہے۔

:4 عقیدہ ختم نبوت؛ پر امت کا اجماع موجود ہے۔

:5 قادیانی / مرزائی بشمول لاہوری گروپ زندیق اور مرتد ہیں، یہ دینِ اسلام اور آئینِ پاکستان دونوں کی رو سے کافر ہیں۔ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اس لیے قادیانیوں سے رشتہ داری کرنا، لین دین کرنا، شادی بیاہ میں شرکت کرنا، جنازہ میں شامل ہونا، ان کی مجالس میں شریک ہونا، ان سے دوستانہ تعلقات رکھنا اور ان کی مصنوعات کو استعمال کرنا؛ ناجائز اور حرام ہے۔

[4]: نمازوں کے اوقات کا بیان

فجر کا وقت:

نمازِ فجر کا وقت صبحِ صادق کے طلوع ہونے سے لے کر طلوعِ شمس تک ہوتا ہے۔ رات کے آخری حصے میں صبح ہونے سے پہلے مشرق کی جانب افق پر مشرق سے مغرب تک ایک سفیدی دکھائی دیتی ہے جو کچھ ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اسے "صبحِ کاذب" کہتے ہیں۔ اس کے کچھ دیر بعد مشرق کی جانب آسمان کے کناروں پر چوڑائی میں ایک سفیدی دکھائی دیتی ہے جو آہستہ آہستہ شمالاً جنوباً پھیلتی چلی جاتی ہے۔ چوڑائی میں دکھائی دینے والی یہ سفیدی "صبحِ صادق" کہلاتی ہے۔ اس وقت سے فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج کا ذرا سا کنارہ نظر آنے تک رہتا ہے۔

فجر کا مستحب وقت یہ ہے کہ اسے خوب اجالا کر کے پڑھا جائے۔ یعنی ایسے وقت میں پڑھا جائے جس میں خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں اتنا وقت باقی ہو جس میں چالیس پچاس آیات آسانی سے تلاوت

کی جا سکیں اور اگر نماز کا کسی وجہ سے اعادہ کرنا پڑے تو آسانی سے اعادہ بھی کیا جا سکے۔

ظہر کا وقت:

نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس کے بعد سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو گنا ہو جائے۔ زوالِ شمس کی پہچان یہ ہے کہ جب سورج مشرق سے نکل کر بلند ہوتا چلا جاتا ہے تو اسی قدر دوسری جانب ہر چیز کا سایہ گھٹتا چلا جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کو ایک وقت ایسا آتا ہے جب سایہ گھٹنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ "زوال" کا وقت ہے۔

پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ عین زوال کے وقت جس چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے "اصلی سایہ" کہتے ہیں۔ جب تک ہر چیز کا سایہ اس اصلی سایہ کو نکال کر دو گنا نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ مثلاً عین زوال کے وقت ایک چیز کا اصلی سایہ 6 انچ تھا، جب تک یہ سایہ 18 انچ نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت باقی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ گرمیوں میں ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب گرمی کی تیزی ختم ہو جائے اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

عصر کا وقت:

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ؛ سایہ اصلی کو نکال کر دو گنا ہو جائے تو اس وقت سے لے کر غروب آفتاب تک عصر کا وقت رہتا ہے۔

عصر کا مستحب وقت یہ ہے کہ اس کو بھی دیر سے پڑھا جائے البتہ اتنی دیر نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

مغرب کا وقت:

نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی کے باقی رہنے تک ہے۔

مستحب یہ ہے کہ سورج کے غروب ہوتے ہی اذان کے فوراً بعد مغرب کی نماز ادا کر لی جائے۔ نمازِ مغرب

کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے خوب روشن ہو جائیں مکروہ ہے۔

عشاء کا وقت:

جب مغرب کی طرف آسمان سے سرخی ختم ہو جائے تو اس وقت سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبحِ صادق تک رہتا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ عشاء کی نماز ایک تہائی رات تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ آدھی رات تک تاخیر کرنا جائز ہے البتہ آدھی رات کے بعد تک تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نوٹ: اوقات کے لیے مستند کیلنڈرز سے مدد لی جاسکتی ہے۔

ممنوع اوقات:

وہ اوقات ہوتے ہیں جن میں فرض یا نفل کوئی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

ممنوع اوقات تین ہیں:

1: طلوع آفتاب کا وقت

2: عین زوال کا وقت

3: غروب آفتاب کا وقت

مسئلہ: اگر فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے شروع کی اور دوران نماز سورج طلوع ہو گیا تو یہ نماز نہیں ہوئی۔ اشراق کا وقت ہو جانے پر فجر کی قضا پڑھے۔ البتہ اگر عصر کی نماز غروب سے پہلے آخری وقت میں شروع کی اور دوران نماز غروب ہو گیا تو یہ نماز صحیح ادا ہو گئی۔

مکروہ اوقات:

وہ اوقات ہیں جن میں نفل نماز نہیں پڑھ سکتے البتہ قضا نماز، فرض نماز، سجدہ تلاوت، نماز جنازہ وغیرہ پڑھنا درست ہے۔ مکروہ اوقات دو ہیں:

1: فجر کا وقت شروع ہونے سے لے کر ختم ہونے تک۔ اس میں فجر کی دو سنتیں اور دو فرض پڑھے جائیں، اس

دوران کوئی نفل نماز نہیں پڑھ سکتے۔

:2 عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک۔

[5]: نیا کپڑے پہننے کی دعا

أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.

(سنن الترمذی:ج1ص306باب مایقول اذالبس ثوباجدیدا)

ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ یہ (کپڑا) تونے ہی مجھے پہنایا ہے میں تجھ سے اس (کپڑے) کی خیر وبھلائی کا سوال کرتی ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کی خیر وبھلائی کا بھی سوال کرتی ہوں اور میں تجھ سے اس (کپڑے) کے شر سے پناہ مانگتی ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے بھی پناہ مانگتی ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سولھواں سبق

[1]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (١٥٤)﴾

(سورۃ البقرۃ:154)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جو راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے تو بدلہ میں بطور انعام واکرام کے اسے "حیات" نصیب ہوتی ہے۔ یہ حیات والا اکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وفات کے بعد نصیب ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ:

1: حدیث پاک کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شہادت کی موت نصیب ہوئی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زہر دیا تھا تو وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اثر محسوس فرماتے تھے اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔

2: شہید کو جو اعزازِ حیات ملا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملا ہے، اگر شہید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھتا پھر قتل ہوتا تو اسے یہ اعزاز کبھی نہ ملتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا، قتل ہوا پھر اعزاز ملا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر شہید زندہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

"اور یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں، حتی کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا، پس اس حیات میں قوی تر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔"

(بیان القرآن: ج1ص97)

[2]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ".

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ص658 رقم الحدیث 3425 من حدیث انس بن مالک)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

[3]: عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ بتعلق روح بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازم دنیا کے زندہ ہیں اور مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں جیسے حیات دنیوی، حیات جسمانی، حیات حسی، حیات برزخی، حیات روحانی۔

[4]: نماز کے فرائض کا بیان

چند فرائض ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے پایا جانا ضروری ہے؛ انہیں نماز کی "شرائط" بھی کہا جاتا ہے اور چند فرائض ایسے ہیں جن کا نماز میں پایا جانا ضروری ہے؛ انہیں نماز کے "ارکان" بھی کہا جاتا ہے۔ تفصیل یہ ہے:

شرائط نماز:

1: جسم کا پاک ہونا

2: لباس کا پاک ہونا

3: ستر کا ڈھانپنا

مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے اور عورت کا ستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا سارا بدن ہے۔ اگر خواتین ایسے باریک کپڑے میں نماز پڑھیں جس میں سر، گردن، حلق، بازو، کہنیاں، کلائیاں نہ چھپ سکیں یا پنڈلیاں ظاہر ہوں تو ان کی نماز نہیں ہو گی۔

4: جس جگہ نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا

5: نماز کا وقت ہونا

6: قبلہ رخ ہونا

7: نماز کی نیت کرنا

نماز کے ارکان:

نماز کے چھ ارکان ہیں:

1: تکبیر تحریمہ کہنا یعنی زبان سے ایسا لفظ ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار ہو۔ جیسے "اللہ اکبر" کہنا۔ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے۔

2: قیام کرنا جو مجبور و معذور نہ ہو اس کے لیے قیام فرض ہے اور جو خاتون پوری نماز میں کھڑی نہ ہو سکتی ہو بلکہ کچھ دیر کھڑی ہو سکتی ہو تو اس کے لیے بقدرِ استطاعت قیام فرض ہے یعنی وہ جب تک کھڑی ہو سکے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے، پھر بیٹھ جائے۔

3: قرأت کرنا نماز میں قرآن کریم کی کم از کم تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو ان تین چھوٹی آیات کے برابر ہو پڑھنا۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے۔

4: رکوع کرنا: کم از کم اتنا جھک جانا کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

5: دو سجدے کرنا: سجدے میں کم از کم پیشانی زمین پر لگانا۔

6: قعدہ اخیرہ کرنا: آخری رکعت میں التحیات میں بیٹھنا فرض ہے۔

[5]: مجلس سے اٹھنے کی دعا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص181 ابواب الدعوات باب مایقول اذا قام من المجلس)

ترجمہ: یا اللہ! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، میں تیری تعریف کرتی ہوں، میں گواہی دیتی ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتی ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتی ہوں۔

سترھواں سبق

[1]: آپ ﷺ پر درود و سلام کا حکم:

﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (٥٦)﴾

(سورۃ الاحزاب:56)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو!تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

[2]: سماعِ صلوٰۃ و سلام

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهٗ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص218 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ وتوقیرہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اسے خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

[3]: صلوٰۃ و سلام، ذکرِ رسول ﷺ، استشفاع اور عرضِ اعمال

صلوٰۃ و سلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور نہایت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ کثرت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں۔ سب سے افضل درود؛ درودِ ابراہیمی ہے۔

فائدہ: زندگی میں ایک مرتبہ صلوۃ وسلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے اور ہر ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

ذکرِ رسول ﷺ:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلت وزیارتِ روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتی کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

فائدہ: روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

سفر مدینہ منورہ:

سفر مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک، مسجد نبوی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعث اجر وثواب ہے البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے۔

مسئلہ استشفاع:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضور! آپ میری مغفرت کی سفارش فرمائیں، جائز ہے۔

عرضِ اعمال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

[4]: نماز کے واجبات کا بیان

1: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے متعین کرنا۔

2: فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔

3: فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں، واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھنا جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو۔

4: فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے فاتحہ پڑھنا، پھر دوسری سورت۔

5: نماز کے فرائض میں ترتیب قائم رکھنا یعنی پہلے قیام، پھر قرأت، پھر رکوع، پھر سجود کرنا اور رکعتوں میں بھی ترتیب قائم رکھنا۔

6: قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

7: جلسہ کرنا یعنی دو سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھنا۔

8: تعدیلِ ارکان کرنا یعنی ہر فرض کی ادائیگی میں کم از کم ایک تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) کی مقدار ٹھہرنا۔

9: قعدۂ اولیٰ کرنا یعنی تین اور چار رکعات والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

10: دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

11: فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں امام کا بلند آواز سے اور ظہر، عصر وغیرہ نمازوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔

12: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہہ کر نماز ختم کرنا۔

13: نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

14: عیدین کی نماز میں چھے زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات میں سے ایک یا چند چیزیں بھول کر چھوٹ جائیں تو آخر میں سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دی جائیں تو سجدہ سہو سے تلافی نہیں ہو گی اب نماز ہی دوبارہ پڑھنا ہو گی۔

[5]: پانی پینے کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص245 رقم الحدیث 840)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اٹھارھواں سبق

[1]: معجزات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

﴿وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا (۹۰) اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا (۹۱) اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (۹۲) اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (۹۳)﴾

(بنی اسرائیل:90تا93)

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے: ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم زمین سے ہمارے لیے ایک چشمہ نہ نکال دو یا پھر تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو جائے اور تم اس باغ کے درمیان نہریں جاری کر دو یا جیسے تمہارا دعویٰ ہے (اس کے مطابق) آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ہم پر گرا دو یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو یا پھر تمہارے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کا بھی اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کر دو جسے ہم پڑھ سکیں۔ (اے نبی! آپ ان سے) کہہ دیں کہ سبحان اللہ! میں تو ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

[2]: تہجد اور وتر

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری: ج1 ص154 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہانے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو وہ کتنی حسین اور طویل ہوتیں تھیں، پھر چار رکعتیں اور پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور لمبی ہوتیں تھیں پھر تین رکعتیں (وتر کی) پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ تہجد کی آٹھ رکعت سنت ہیں اور وتر تین رکعت واجب ہیں۔

[3]: معجزہ کے متعلق عقائد

حقیقتِ معجزہ:

معجزہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزے کو شرک کہہ کر معجزے کا انکار کرنا یا معجزے کو بنیاد بنا کر انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

معجزاتِ انبیاء علیہم السلام:

انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات (مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا) برحق ہیں۔

[4]: نماز کی سنتوں، مستحبات اور مکروہات کا بیان

نماز کی سنتیں:

1: تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اٹھائیں۔

2: ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اس طرح کریں کہ انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔

3: گردن اور سر کو نہ جھکائیں۔

4: اپنے دونوں ہاتھ اس طرح سینہ پر رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے۔

5: پہلی رکعت میں ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ) پڑھیں۔

6: صرف پہلی رکعت میں قرأت کے لیے تعوذ(اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) پڑھیں۔

7: ہر رکعت کے شروع میں تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) پڑھیں۔

8: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

9: ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہیں۔

10: رکوع اور سجود میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح پڑھیں۔

11: رکوع کے وقت معمولی سا اس طرح جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ خواتین؛ مردوں کی طرح گھٹنوں کو پکڑنے کے بجائے گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھیں اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلو سے خوب ملا کر رکوع کریں۔

12: سینہ کو آگے جھکاتے ہوئے سجدے میں جائیں۔ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک اور آخر میں پیشانی رکھیں۔

13: جلسہ اور قعدہ میں بائیں کولھے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں بائیں جانب نکال دیں۔ دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھیں اور تشہد میں کلمہ شہادت پر انگلی کا اشارہ کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "اِلَّا اللّٰہُ" پر گرادیں۔

14: آخری قعدہ میں تشہد کے بعد دورد شریف پڑھیں۔

15: درود شریف کے بعد دعا مانگیں۔

16: پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیریں۔

نماز کے مستحبات:

1: رکوع و سجود میں منفرد کا تین سے زیادہ مرتبہ تسبیح پڑھنا۔

2: قیام میں مقام سجدہ، رکوع میں قدم پر، سجدے میں ناک پر، قعدہ میں گود میں، اور سلام میں کندھوں پر نگاہ رکھنا۔

3: حتی الوسع کھانسی کو روکنا۔

4: جمائی کو روکنا لیکن اگر منہ کھل جائے تو منہ پر ہاتھ رکھنا۔ چنانچہ قیام میں جمائی آئے تو دایاں ہاتھ اور اگر باقی

ارکان میں آئے تو بایاں ہاتھ منہ پر ہاتھ رکھنا۔

نماز کے مکروہات:

1: ہاتھ یا؛ سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔

2: مسلسل آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

3: چہرہ یا نگاہ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا۔

4: جمائی لینا یا بقدر ہمت نہ روکنا۔

5: کمر، کوکھ، کولہے پر ہاتھ رکھنا۔

6: پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

7: انگلیاں چٹخانا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا۔ نیز آیتیں، تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا۔

8: انگڑائی لینا۔

9: آلتی پالتی مار کر بیٹھنا (بلا عذر)۔

10: کسی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔

11: بدن سے یا کپڑوں سے کھیلنا۔

12: کام کاج، نیند، ورزش وغیرہ کے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔

13: جاندار کی تصویر والی جگہ نماز پڑھنا الّا یہ کہ پاؤں کے نیچے ہو یا اسے الٹا کر دیا جائے یا چھپا دیا جائے۔

14: تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

15: نماز میں اپنے کپڑوں کو سمیٹنا، سنبھالنا اور مٹی سے بچانا۔

[5]: پانی پینے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ.

(صحیح مسلم: ج2 ص352 کتاب الذکر والدعاء باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

اُنیسواں سبق

[1]: شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۟ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ﴾

(سورۃ الفتح:29)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (غرض) اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان (کی پہچان) کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ یہ ہیں ان کے اوصاف جو تورات میں موجود ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے پہلے اپنی کونپل نکالی ہو، پھر اس کو مضبوط کیا ہو، پھر وہ موٹی ہوئی ہو، پھر اپنے تنے پر یوں کھڑی ہوئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تاکہ اللہ ان (کی ترقی) کی وجہ سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمالیا ہے۔

[2]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ."

(مشکوۃ المصابیح: ص554 باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ

"صحابی" اس شخص کو کہتے ہیں جس کو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اسی حالت پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مومن ہیں

یعنی قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی صفات بیان فرمائی ہیں ان کا سب سے پہلا مصداق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

2: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت ہیں

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اقوال، افعال اور نظریات؛ دین کی تفہیم کے لیے بنیاد ہیں۔

3: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں

یعنی ان میں شریعت کے متعلق گواہی دینے کی اہلیت موجود ہے اور ان کی بات کو سچی گواہی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ دین اسلام کا مدار انہی کی روایات، مرویات اور شہادات پر ہے اور ان کی روایات و شہادات کا انحصار ان کی ذات کے عادل ہونے پر ہے۔

4: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں۔

یعنی وہی عقائد اور اعمال مقبول ہوں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد اور اعمال کے مطابق ہوں گے۔

5: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں

یعنی ان کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو یا ان کی شان میں کمی ہوتی ہو؛ حرام ہے۔

6: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدائی انتخاب ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت ورسالت کے لیے انبیاء ورسل علیہم السلام کا انتخاب فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی خود منتخب فرمایا۔

7: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کا افضل ترین طبقہ ہیں

یعنی ان جیسے باکمال اور بے مثال لوگ نہ ان سے پہلے کسی امت میں پیدا ہوئے نہ ہی ان کے بعد قیامت تک پیدا ہوں گے۔

8: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک لمحے کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ان تک تو جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچ سکتا، قیامت والے دن سیدھے جنت میں جائیں گے۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں۔

یعنی اگر ان میں سے کسی سے بشری تقاضوں کے مطابق کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمے میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے دیتے یعنی دنیا میں اس گناہ سے معافی عطا فرما دیتے ہیں اور اس گناہ کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

10: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع معصوم ہے

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ فرداً فرداً مومن، عادل، حجت، معیارِ حق، تنقید سے بالاتر اور گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن جب کسی بات پر متفق ہو جائیں یعنی ان کا اجماع ہو جائے تو وہ اجماع؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرح معصوم ہوتا ہے۔

[4]: نماز کے مفسدات کا بیان

"مفسدات" ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ چند مفسدات نماز یہ ہیں:

1: نماز میں کلام کرنا چاہے قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت۔ ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

2: سلام کرنا یعنی کسی کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا۔

3: سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو "یَرْحَمُكَ اللہُ" یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

4: کسی بری خبر پر "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا یا کسی عجیب بات پر "سُبْحَانَ اللہِ" کہنا۔

5: درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اوہ اف کرنا۔

6: نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔

7: قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا جو معنی میں فساد کا سبب بنے۔

8: عملِ کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں یہ نماز نہیں پڑھ رہی۔

9: کھانا پینا قصداً ہو یا بھولے سے۔

10: بغیر ٹھہرے دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا۔

11: قبلہ کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

12: ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

13: ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے) کی مقدار ٹھہرنا۔

14: دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً: یا اللہ! مجھے آج سو روپے دے دے۔

15: درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

16: بالغ عورت کا رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر یا آواز سے ہنسنا۔

17: تکبیر تحریمہ کہتے وقت لفظ "اللہ" کے الف کو یوں کھینچ کر پڑھنا کہ شروع میں الف کا اضافہ ہو جائے جیسے "آللہُ أَکْبَر"۔ اسی طرح "اکبر" کی باء کو بڑھا کر "اَللّٰہُ أَکْبَار" پڑھنا۔

[5]: اونچی جگہوں پر چڑھتے اور نیچے اترتے وقت کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب اونچی جگہوں کی طرف چڑھتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے تھے اور نیچے اترتے تو تسبیح (سبحان اللہ) کہتے تھے۔

(صحیح البخاری: ج1 ص420 کتاب الجہاد والسیر. باب التسبیح اذا ھبط وادیا)

بیسواں سبق

[1]: صحابیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ ﴾

(سورۃ التوبۃ:40)

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کروگے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کے لیے قرآن نے لفظ "صاحب" (یعنی صحابی) استعمال فرمایا ہے۔ اس لیے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

[2]: سنتِ نبوی اور سنتِ خلفاء راشدین کو تھامنے کا حکم

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: "أُوصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

(سنن ابی داؤد: ج2 ص290 کتاب السنۃ. باب فی لزوم السنۃ)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں

ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں نہایت مؤثر انداز میں نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداعی نصیحت ہے، اس لیے آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تم کو (مسلمان) امیر کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اور اس کی باتوں کو سن کر بجالانے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہو۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ ایسے وقت میں تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور دین میں نئی نئی باتیں (یعنی نئے عقیدے اور نئے عمل) پیدا کرنے سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[3]: خلافتِ راشدہ و مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے خلیفہ اول بلافصل حضرت ابو بکر صدیق، دوسرے حضرت عمر فاروق، تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان چاروں کو "خلفائے راشدین" اور ان کے زمانہ خلافت کو "خلافت راشدہ" کا دور کہتے ہیں۔

آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی۔

آیتِ استخلاف یہ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۵۵)﴾

(سورۃ النور:55)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور

اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان شمار ہوں گے۔

لہٰذا دورِ خلافت راشدہ سے مراد خلفائے اربعہ (چار خلفاء رضی اللہ عنہم) کا دور ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ خلافت عادلہ ہے۔

ترتیبِ مراتب صحابہ رضی اللہ عنہم:

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے اعلیٰ ترین درجہ اور مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اور ان میں بھی باہمی مقام و مرتبہ کی ترتیب درج ذیل ہے:

1: خلفائے راشدین علی ترتیب الخلافۃ

2: عشرہ مبشرہ

3: اصحاب بدر

4: اصحابِ احد

5: اصحاب بیعت رضوان

6: شرکائے فتح مکہ

7: فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم

[4]: نماز کی ادائیگی کا مسنون طریقہ (پہلا حصہ)

قیام کے وقت:

1: دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں۔

2: مسنون طریقہ کے مطابق ہاتھ اٹھائیں اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر دونوں ہاتھ سینے پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے۔

3: پہلی رکعت میں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" پڑھیں، اس کے بعد "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" اور "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھیں۔ پھر سورہ فاتحہ پڑھیں اور جب ""وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پر پہنچیں تو اس کے بعد فوراً آہستہ آواز سے آمین کہیں۔ پھر "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں یا کہیں سے بھی کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھیں۔

4: اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جب رکوع میں جانے کے لیے جھکنا شروع کریں تو اسی وقت تکبیر کہنا بھی شروع کریں۔

رکوع میں:

1: رکوع میں معمولی جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

2: گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھیں اور گھٹنوں کو ذرا آگے کو جھکا لیں اور اپنی کہنیاں بھی پہلو سے خوب ملا کر رکھیں۔

3: کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہا جا سکے۔

4: رکوع کی حالت میں نظر پاؤں کی طرف ہونی چاہیے اور دونوں پاؤں پر وزن برابر رہنا چاہیے۔

رکوع سے اٹھتے وقت:

1: رکوع سے اٹھتے وقت "سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے ہوئے اس قدر سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

2: رکوع سے اٹھ کر بالکل سیدھا کھڑا ہونا لازم ہے۔ قیام کرنے کے بجائے صرف کھڑے ہونے کا اشارہ کر کے جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے میں جانا جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کے ذمہ نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔

3: قومہ کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ پر رہنی چاہیے۔

سجدہ میں جاتے وقت:

1: قومہ کے بعد تکبیر کہتے ہوئے سینہ آگے کو جھکا کر سجدہ میں جائیں، پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ، پھر ناک اور آخر میں پیشانی رکھیں۔

2: خوب سمٹ کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے۔ بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دیں۔ جہاں تک ہو سکے انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔

3: سجدہ کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں۔ پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھا لینا منع ہے۔

[5]: بے قراری کی حالت کی دعا

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

(صحیح البخاری: ج2 ص939 کتاب الدعوات. باب الدعاء عند الکرب)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عظمت والا بردبار ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور عرش کریم کا رب ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اِکیسواں سبق

[1]: شانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾﴾

(سورۃ الاحزاب:33)

ترجمہ: اے نبی کے اہل بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک و صاف کر دے (جو اس آیت سے پہلے والی آیات میں بیان ہوئے ہیں) اور ان کے مرتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاق کی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز اور فائق ہو۔ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب، تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں مگر "محفوظ" کہلواتے ہیں۔

نوٹ: یہاں "اہل بیت" سے ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ اس آیت سے پہلے تمام تر خطابات ازواجِ مطہرات ہی سے ہوئے ہیں۔

[2]: مسنون تراویح

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمَرَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ. فَقَالَ: اِنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّہَارَ وَلَا یُحْسِنُوْنَ اَن یَّقْرَءُوْا. فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ عَلَیْہِمْ بِاللَّیْلِ! فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھٰذَا شَیْئٌ لَمْ یَکُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلٰکِنَّہٗ اَحْسَنُ فَصَلّٰی بِہِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز (تراویح) پڑھایا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ

رکھتے ہیں اس لیے قرآن مجید اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ رات کے وقت ان کو قرآن سنائیں (تو بہت اچھا ہے)۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔ فرمایا: مجھے معلوم ہے لیکن یہ بہت اچھی چیز ہے۔ چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعتیں (تراویح) پڑھائیں۔

[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق چند عقائد

حبِ صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت و گمراہی ہے۔

عفت امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت جن کا اولین مصداق امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہیں، ان کو پاک دامن اور صاحبِ ایمان ماننا ضروری ہے۔

فائدہ: امہات المؤمنین کے نام یہ ہیں:

(1) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

(2) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

(3) حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا

(4) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ عنہا

(5) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

(6) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

(7) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

(8) حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

(9) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

(10) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

(11) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے تفصیلی حالات کے لیے میری کتاب "امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن" ملاحظہ فرمائیں۔

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

"مشاجرات" کا لغوی معنی ہوتا ہے ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا آپس میں ہوا کی وجہ سے ٹکرانا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کا معنی یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی (ایمان والے) درخت کی شاخیں ہیں۔ (آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق) ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے بلکہ بعض جنگی حالات بھی پیش آئے، جیسے جنگِ جمل اور جنگِ صفین۔

ان جنگوں اور مشاجرات کی وجہ سے دونوں فریقوں کا احترام، مقام و منصب اور جلالتِ شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک فریق کے بارے میں صواب اور اس کے مقابل فریق کے بارے میں خطا کا معتدل نظریہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے ان کے مقام پر کوئی حرف نہیں آتا۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ ان معاملات میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق (درست اجتہاد) پر تھے اور ان کے مقابلے میں جو لوگ آئے وہ خطا پر تھے۔ ان کی خطا "اجتہادی خطا" تھی جسے کسی صورت "باطل" نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان واقعات کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوئی، کسی ایک کا بھی مقام کم نہیں ہوا اور کوئی ایک بھی ایمان سے خالی نہیں ہوا۔ ان میں کسی ایک کو حق اور اس کے مقابلے میں دوسرے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ حدیث مبارک کی رو سے دونوں کو اللہ کی طرف سے اجر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

حق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اوریزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اوریزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ۔ نیز یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بَری ہیں۔

[4]: نماز کی ادائیگی کا مسنون طریقہ (دوسرا حصہ)

دونوں سجدوں کے درمیان:

1: پہلے سجدہ سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں۔ ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کرلینا گناہ ہے۔ اس طرح کرنے سے نماز لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔

2: سجدہ سے اٹھ کر بائیں کولہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر رکھیں اوردونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں اورانگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔

3: بیٹھنے کے دوران نظر گود کی طرف ہونی چاہیے۔

4: اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ ”سبحان اللہ“ کہا جاسکے۔ بہتر یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَجِرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ“ پڑھا جاسکے۔

5: دوسرے سجدہ میں بھی تکبیر کہہ کر اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔ دوسرے سجدہ میں بھی ہیئت وہی ہونی چاہیے جو پہلے سجدہ میں بیان کی گئی ہے۔

6: سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں، پھر ناک، پھر گھٹنے۔

7: اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

دوسری رکعت میں:

1: دوسرا سجدہ ادا کرنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

2: تسمیہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی تلاوت کریں۔ پھر پہلے بیان کیے گئے طریقہ کے مطابق رکوع اور سجود ادا کریں۔

قعدہ، سلام:

1: دوسرے سجدہ کی ادائیگی کے بعد قعدہ میں بیٹھیں۔

2: قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہوگا جو سجدوں کے درمیان میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

3: قعدہ میں تشہد پڑھیں۔ جب "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ" پر پہنچیں تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں اور شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "اِلَّا اللّٰهُ" پر گرا دیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارہ کے وقت بنائی تھی اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

4: تشہد کے بعد درود شریف اور اس کے بعد کی دعا پڑھیں۔

5: آخر میں دونوں طرف سلام پھیر دیں۔ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے کوئی عورت بیٹھی ہو تو اس کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔

6: سلام پھیرتے وقت نظر کندھے کی طرف ہونی چاہیے۔ جب دائیں طرف گردن پھیر کر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف موجود فرشتوں کو سلام کر رہی ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف والے فرشتوں کو سلام کر رہی ہوں۔

دعا مانگنے کا طریقہ:

دونوں ہاتھ اتنے اٹھائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں اور ان کے درمیان معمولی سا فاصلہ رہے۔ دعا کرتے وقت ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

[5]: دودھ پینے کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ.

(سنن ابی داؤد: ج2 ص168 کتاب الاشربۃ باب مایقول اذا شرب اللبن)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈالیے اور ہم کو مزید دیجیے۔

بائیسواں سبق

[1]: بدگمانی، جاسوسی اور غیبت کی ممانعت

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (۱۲)﴾

(سورۃ الحجرات:12)

ترجمہ: اے ایمان والو! زیادہ گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ کسی کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو! بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

[2]: غیبت وبہتان کی حقیقت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيبَةُ؟" قَالُوْا: اَللهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. قَالَ: "ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ". قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ."

(صحیح مسلم: ج2 ص322 کتاب البر والصلۃ والآداب. باب تحریم الغیبۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے جس کا تذکرہ کرنا اسے ناپسند ہو۔ عرض کیا گیا: ذرا یہ بتایئے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب واقعتاً پایا جاتا ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے)؟ فرمایا: اگر وہ عیب اس میں موجود ہے جو تم کہہ رہے ہو تب تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

[3]: وسیلہ جائز ہے

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد (مثلاً یوں کہنا کہ

اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما) جائز ہے۔ کیونکہ ذوات صالحہ کے ساتھ توسّل درحقیقت ان کے نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ ہے اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ وسیلہ بالاتفاق جائز ہے۔

[4]: سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

نمازوں میں درج ذیل اَغلاط میں سے کوئی بھی غلطی ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے:

1: ترکِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کوئی واجب چھوٹ جائے۔

مثال: پہلی، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد والی سورت پڑھنا بھول جائے، جلسہ یا قومہ چھوٹ جائے۔

2: تقدیمِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی واجب کو اس کے اصلی وقت سے پہلے ادا کر لیا جائے۔

مثال: سورۃ فاتحہ سے پہلے دوسری سورۃ پڑھ لی جائے۔

3: تاخیرِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی واجب کو اس کے اصلی وقت سے تاخیر کے ساتھ ادا کیا جائے۔

مثال: سورۃ فاتحہ کو قیام کے بجائے رکوع میں پڑھ لیا جائے۔

4: تبدیلِ واجب

اس کا مطلب ہے کہ کسی ایک واجب کو کسی دوسرے واجب سے بدل دیا جائے۔

مثال: ظہر یا عصر کی نماز میں بھول کر تین یا زیادہ آیات بلند آواز سے یا فجر، مغرب اور عشاء کی نماز میں تین یا زیادہ آیات آہستہ آواز میں تلاوت کر لینا۔

فائدہ: اس صورت میں سجدۂ سہو صرف امام کے ساتھ خاص ہے۔ تنہا نماز پڑھنے والا مرد اور اسی طرح خاتون اگر جہری نمازوں (جن میں بلند آواز سے تلاوت کی جاتی ہے) میں آہستہ آواز سے یا سِرّی نمازوں (جن میں آہستہ آواز

سے تلاوت کی جاتی ہے) میں بلند آواز سے تلاوت کر لیں تو ان پر سجدۂ سہو واجب نہ ہو گا۔

5: تکرارِ واجب

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی واجب کو ایک سے زائد مرتبہ ادا کر لیا جائے۔

مثال: بھول کر ایک سے زیادہ مرتبہ سورۃ فاتحہ یا التَّحِیَّات پڑھ لی جائے۔

6: تقدیمِ رکن

اس کا مطلب ہے کہ کسی رکن کو اس کے اصلی وقت سے پہلے ادا کر لیا جائے۔

مثال: بھول کر رکوع کرنے کے بجائے سجدے کر لینا۔ سجدوں کا اصل مقام یہ ہے کہ انہیں رکوع کے بعد کیا جائے مگر اس صورت میں اصل وقت سے پہلے ادا کیے گئے ہیں۔

7: تاخیرِ رکن

اس کا مطلب ہے کہ کسی فرض کو اس کے اصلی وقت سے مؤخر کر کے ادا کیا جائے۔

مثال: بھول کر پہلے سجدے کر لیے، پھر رکوع کیا۔ رکوع کا اصل مقام یہ ہے کہ اسے سجدوں سے پہلے کیا جائے مگر اس صورت میں اصل وقت کے بعد ادا کیا گیا۔

8: تکرارِ رکن

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن کو اس کی مقررہ حد سے زائد مرتبہ ادا کیا جائے۔

مثال: بھول کر دو رکوع یا تین سجدے کر لینا۔

فائدہ: ترکِ رکن کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا کیوں کہ کسی بھی رکن کے چھوٹ جانے سے سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس صورت میں دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

فائدہ: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں صرف التَّحِیَّات پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں، پھر بیٹھ کر التَّحِیَّات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

مزید تفصیل کے لیے میری کتاب ”کتاب الفقہ“ (حصہ اول) ملاحظہ فرمائیں۔

سجدہ تلاوت کے مسائل:

قرآن کریم کی بعض متعین آیات کریمہ کی تلاوت کرنے یا سننے کی وجہ سے سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس سجدہ کو "سجدۂ تلاوت" کہتے ہیں۔

1: سجدہ کی آیت پڑھنے والی اور سننے والی دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے سننے والی قرآن شریف کے سننے کی غرض سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں مشغول ہو اور بغیر ارادہ کے آیتِ سجدہ سن لی ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ تلاوت کرنے والی سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

2: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی مگر نماز ہی میں سجدہ تلاوت ادا نہ کیا تو نماز کے بعد سجدہ کرنے سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا اور یہ خاتون گناہ گار ہو گی۔ اب سوائے توبہ و استغفار کے معافی کی اور کوئی صورت نہیں۔

3: جس رکعت میں آیت سجدہ پڑھی ہے اس رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا ہے تو دوسری یا تیسری رکعت میں جب بھی یاد آجائے فوراً سجدہ کر لے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کر لے۔

4: بغیر وضو کے سجدہ تلاوت کرنا جائز نہیں۔

5: سجدہ تلاوت کا طریقہ: اگر کوئی خاتون بیٹھ کر تلاوت کر رہی تھی کہ اس دوران آیتِ سجدہ کی تلاوت کی تو بیٹھے بیٹھے ہی اللہ اکبر کہہ کر بغیر ہاتھ اٹھائے سجدہ میں چلی جائے۔ سجدہ میں کم از کم تین بار "سبحان ربی الاعلیٰ" کہہ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اٹھالے۔ بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جائے اور تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ جائے۔

[5]: سواری پر سوار ہونے کی دعا

سُبۡحٰنَ الَّذِيۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ وَإِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص182 ابواب الدعوات. باب مایقول اذا رکب الناقۃ)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دے دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ اس کو قابو میں لا سکتے اور بے شک ہم نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تئیسواں سبق

[1]:مؤمنات کی صفات

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (۳۵)﴾

(سورۃ الاحزاب:35)

ترجمہ: بے شک فرمانبر دار مرد اور فرمانبر دار عورتیں، ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں، عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، دل سے عاجزی کرنے والے مرد اور دل سے عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور عظیم الشان اجر تیار کر رکھا ہے۔

فائدہ نمبر 1: آیت کریمہ میں عورتوں کی دل جوئی اور ان کے اعمال کی مقبولیت کا خصوصی ذکر فرمایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت اور فضیلت کا دار ومدار اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی پر ہے۔ اس میں مرد وزن میں کوئی امتیاز نہیں۔

فائدہ نمبر 2: قرآن کریم کے عام احکام میں عموماً خطاب مردوں کو کیا گیا ہے، عورتیں اس میں ضمناً شامل ہوتی ہیں۔ اس طرح کے خطاب میں اشارہ ہوتا ہے کہ عورتوں کے تمام معاملات پردہ پوشی پر مبنی ہیں۔ نیز اس میں ان کا اکرام واعزاز بھی زیادہ ہے۔

[2]: رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ.

(سنن الترمذی: ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

ترجمہ: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور شروع (تکبیرِ تحریمہ) کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔

[3]: اولیاءِ کرام کے متعلق عقیدہ

ولی اللہ:

اس شخص کو کہتے ہیں جو گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان؛ اتباع سنت ہے۔ جو جتنا متبع سنت ہو گا اتنا بڑا ولی اللہ ہو گا۔ ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور برحق ہے۔

"کرامت" اس خلافِ عادت کام کو کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور نیک صالح اعمال کرنے والے شخص سے صادر ہو۔

"کشف" اس روحانی حالت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے بعض اوقات باطنی حقائق اور مخفی احوال واضح ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت ریاضت، مجاہدہ، باطن کی صفائی اور تقویٰ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔

ولایت:

کسبی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف و الہام پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اتباعِ سنت پر ہے۔

کراماتِ اولیاء:

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور

اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اس کا انکار کرنا یا کرامت کو بنیاد بنا کر اولیاء اللہ کے لیے اختیارات کا عقیدہ رکھنا؛ دونوں غلط ہیں۔

فائدہ: غیر متقی شخص سے خرق عادت کام کا صدور "استدراج" کہلاتا ہے۔ کرامت؛ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور استدراج؛ شیطان کی طرف سے۔

[4]: مسافر اور مریض کی نماز کے احکام

مسافر کی نماز کے احکام

1: جو شخص اپنی بستی یا شہر سے دور کم از کم اڑتالیس میل یا 77.24 کلومیٹر جانے کی نیت سے سفر شروع کرے اسے "شرعی مسافر" کہتے ہیں۔

2: سفر میں مسافت کا اعتبار ہے کہ کتنی دور کا سفر ہے، وقت اور سہولت کا نہیں خواہ ہوائی جہاز یا گاڑی سے کتنی ہی جلدی اور آرام سے سفر ہو جائے۔

3: مسافر جب اپنی بستی یا شہر کی آبادی کی آخری حدود سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر کرنا لازم ہے۔ جب تک سفر کرتا رہے اور درمیان میں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی یا شہر میں لوٹ نہ آئے تب تک قصر نماز پڑھتا رہے۔

4: اگر کسی جگہ قیام کے بارے میں شک ہے کہ کتنے دن ٹھہرے گا؟ مثلاً: سات دن، آٹھ دن، دس دن، بارہ دن، تب بھی وہ مسافر ہی شمار ہو گا اور نماز میں قصر کرے گا، خواہ قیام کی مجموعی مدت پندرہ دن سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ہاں اگر کسی جگہ ایک ساتھ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو وہ مسافر نہ رہے گا بلکہ مقیم بن جائے گا، اب اس کے ذمہ پوری نماز پڑھنا ضروری ہو گا اگرچہ پندرہ دن سے پہلے گھر واپس آ جائے۔

5: نیت میں عورت اپنے ساتھ والے مَحرم مرد کے تابع ہے، جس قدر قیام کی نیت مرد کرے گا عورت کے لیے بھی وہی مدت معتبر ہو گی۔ ہاں اگر کسی موقع پر کوئی عورت اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے سفر پر اس نیت سے جائے کہ جب تک مطلوبہ کام نہیں ہو گا واپس نہیں آنا اور اپنے ساتھ کوئی مَحرم بھی حفاظت کی غرض سے لے جائے تو وہ مرد مسافر اور مقیم ہونے کے اعتبار سے اس خاتون کے تابع ہو گا۔

6: نماز قصر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتوں والی فرض نمازوں میں دو رکعتیں پڑھے (دو رکعت والی نماز یعنی فجر اور تین رکعت والی نماز یعنی مغرب اور وتر میں قصر نہیں ہے) اور اگر مقیم امام کے پیچھے جماعت سے پڑھے تو یہ بھی پوری نماز پڑھے۔ سنتوں کا حکم یہ ہے کہ سہولت ہو تو پڑھنے کی کوشش کرے، بلاوجہ ترک نہ کرے اور فجر کی سنتوں کا زیادہ اہتمام کرے۔

مریض کی نماز کے احکام

1: مریض کو پانی سے وضو کرنے میں نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمم کرتا رہے لیکن نماز نہ چھوڑے۔

2: مریض اگر قیام نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کر لے اور رکوع کے بعد دونوں سجدے کر لے۔ بعض لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو رکوع کے لیے سرین اٹھا کر سر آگے کو جھکا لیتے ہیں۔ ایسا کرنا درست نہیں بلکہ بیٹھ کر رکوع کرنے کے لیے سر کو اتنا جھکانا کافی ہے کہ پیشانی گھٹنوں کے برابر آ جائے۔

3: اگر کھڑا ہونے کی طاقت تو ہے لیکن کھڑے ہونے میں سخت تکلیف کا سامنا ہے یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

4: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع اور سجدہ کرنے پر قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ اشاروں سے کرے۔ رکوع کے اشارے میں کم جھکے اور سجدے کے اشارے میں قدرے زیادہ۔

5: اگر مرض کی وجہ سے بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے۔ اس مقصد کے لیے مریض کے پیچھے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کا سر خوب اونچا کر دیا جائے اور پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیے جائیں۔ اگر مریض میں کچھ طاقت ہو تو پاؤں قبلہ رخ کرنے کے بجائے گھٹنے کھڑے رکھے۔ پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔ اگر تکیہ وغیرہ رکھ کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ اس کا سر اور سینہ اونچا رہے تو اسے قبلہ کی طرف پاؤں کر کے بالکل چِت لٹا دیا جائے اور سر کے نیچے کوئی تکیہ رکھ دیا جائے تاکہ منہ قبلہ کی جانب رہے، بالکل آسمان کی طرف نہ رہے۔ پھر یہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔

6: اگر مرض اتنا زیادہ ہو کہ سر کے اشارے سے نماز پڑھنے کی طاقت بھی نہیں رہی تو اب نماز نہ پڑھے۔ اگر یہ حالت ایک دن ایک رات سے زیادہ وقت رہی تو نماز بالکل معاف ہو گئی۔ تندرست ہونے کے بعد بھی قضا لازم

نہیں۔ اگر یہ حالت ایک دن ایک رات نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت آگئی تو ادا نمازیں تو اشارہ کے ساتھ پڑھے اور جو نمازیں اس دوران قضا ہو گئی ہوں تو اشارہ ہی سے ان کی قضا کر لے، ان کی قضا کو مؤخر نہ کرے۔ اس لیے کہ شاید مریض تندرست ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو گنہگار فوت ہو گا۔

[5]: سفر سے واپسی کی دعا

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

(صحیح البخاری: ج2 ص945 کتاب الدعوات. باب الدعاء اذا اراد سفراً او رجع)

ترجمہ: ہم سفر سے لوٹ کر آنے والے ہیں، اپنی لغزشوں سے توبہ کرنے والے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی تعریفیں کرنے والے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

چوبیسواں سبق

[1]:زنا حرام ہے

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا (۳۲)﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:32)

ترجمہ: اورزنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

فائدہ: یعنی زنا کرنا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی سخت نافرمانی ہے۔ لہٰذا اس کے قریب بھی مت جاؤ اور "لَا تَقْرَبُوْا" میں زنا تک پہچانے والے اسباب؛ بدنظری، گانا وغیرہ سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔

[2]:فضیلت تعلیم قرآن

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ".

(صحیح البخاری: ج2 ص752 کتاب فضائل القرآن. باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

[3]: تصوف وتزکیہ

تصّوف:

روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام "تصوف" ہے، جس کو قرآن کریم میں "تزکیہ نفس" اور حدیث میں لفظ "احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بیعت:

عقائد واعمال کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ، سنت کے پابند، دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے طالب، مجاز بیعت، شیخ طریقت سے بیعت ہونا مستحب بلکہ واجب کے قریب ہے۔

[4]: نفل نمازیں

نماز پنجگانہ کے علاوہ کچھ خاص اوقات میں یا خاص مقاصد کے لیے نفل نمازوں کی فضیلت بھی احادیث مبارکہ میں آئی ہے۔ ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

نمازِ تہجد:

آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس نماز کو "تہجد" کہتے ہیں۔ نوافل میں سب سے زیادہ اسی کا ثواب ہے۔ اس کا بہترین وقت صبح صادق سے تھوڑا پہلے رات کا آخری حصہ ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو دو رکعت ہی پڑھ لی جائیں۔ اگر کسی کو رات میں اٹھنے کی ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے تب بھی درست ہے لیکن اس کا ثواب ویسا نہ ہو گا جیسے رات کے آخری حصے میں پڑھنے کا ہے۔

نمازِ اشراق:

اشراق کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ فجر پڑھ کر وہیں بیٹھ جائیں۔ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ذکر اللہ، تلاوت قرآن پاک یا کسی وظیفہ میں مشغول رہیں۔ اس دوران دنیا کی کوئی بات چیت یا کام نہ کریں۔ جب سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے (یعنی سورج طلوع ہونے کے دس بارہ منٹ بعد) تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لیں تو ایک حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اگر نمازِ فجر کے بعد کسی دنیوی کام کاج میں مشغول ہو گئے، پھر سورج بلند ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تب بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔ اشراق کا وقت سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جانے سے لے کر زوال تک رہتا ہے لیکن اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ چاشت:

جب سورج خوب بلند ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تو دو رکعت سے لے کر بارہ رکعات تک جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے "چاشت" کہتے ہیں۔ اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ اس کا وقت بھی زوال تک رہتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نمازِ چاشت سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال تک کا جتنا وقت ہو اس کا چوتھائی حصہ گزرنے کے بعد پڑھی

جائے۔ مثلاً اگر سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال تک کا کل وقت چھ گھنٹے بن رہا ہو تو سورج طلوع ہونے کے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سے لے کر زوال سے پہلے پہلے تک جس وقت بھی چاشت کی نماز پڑھ لی جائے یہ افضل وقت میں ادا شمار ہو گی۔

نمازِ اَوّابین:

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعات سے لے کر بیس رکعات تک جن نوافل کی ادائیگی کی جاتی ہے انہیں "اوابین" کہتے ہیں۔ اس کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

نمازِ توبہ:

عمومی گناہوں پر یا کسی خاص گناہ پر اپنی توبہ کو موثر بنانے کے لیے دو، چار رکعات نماز توبہ پڑھ کر خوب گڑ گڑا کر معافی مانگی جائے۔ اس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

نمازِ حاجت:

کوئی ضرورت در پیش ہو، کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو، کوئی مشکل یا رکاوٹ آڑے آ جائے تو دو رکعات پڑھ کر خاص اس حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا مانگی جائے۔

نمازِ استخارہ:

جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی جائے۔ اسے "استخارہ" کہتے ہیں۔ اس لیے اگر کہیں کا سفر در پیش ہو، کہیں رشتہ کرنا ہو یا کوئی کاروبار شروع کرنا ہو تو استخارہ کر کے کیا جائے۔ ان شاء اللہ کبھی اپنے کیے پر پریشان نہ ہوں گے۔ نمازِ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھی جائے، اس کے بعد مسنون دعائے استخارہ پڑھی جائے۔ دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ وَ عَاجِلِهٖ وَ اٰجِلِهٖ، فَاقْدِرْهُ لِیْ، وَ يَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَ اِنْ كُنْتَ

تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَ عَاجِلِهٖ وَ اٰجِلِهٖ. فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ.

دعا کرتے وقت جب "هٰذَا الْاَمْرَ" پر پہنچیں (جس کے نیچے لکیر لگی ہوئی ہے) تو اگر عربی جانتی ہیں تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کریں یعنی "هٰذَا الْاَمْرَ" کی جگہ اپنے کام کا نام لیں، مثلاً "هٰذَا السَّفَرَ" یا "هٰذَا النِّكَاحَ" یا "هٰذِهِ التِّجَارَةَ" یا "هٰذَا الْبَيْعَ" کہیں، اور اگر عربی نہیں جانتیں تو "هٰذَا الْأَمْرَ" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کا دھیان کریں جس کے لیے استخارہ کر رہی ہیں۔

استخارہ کی دعا کا مفہوم:

اے اللہ! میں آپ کے علم، قدرت اور فضل عظیم کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتی ہوں، کیونکہ آپ مکمل قدرت رکھتے ہیں جبکہ مجھ میں قدرت نہیں، آپ جانتے ہیں جبکہ میں نہیں جانتی۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم کے مطابق یہ معاملہ میرے دین، معاش، دنیا، انجام کار، فوری نفع اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما کر آسان فرما دیجیے اور اس میں برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم کے مطابق یہ معاملہ میرے دین، دنیا، معاش، انجام کار، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بہتر نہیں تو مجھے اس کام سے بچا لیجیے اور میرے لیے بھلائی کا فیصلہ فرما دیجیے۔ پھر مجھے اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔

صلوٰۃ التسبیح:

یہ بڑی پسندیدہ نفل نماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس کی تاکید فرمائی تھی۔ اس نماز پر ہر قسم کے صغیرہ گناہوں کی معافی کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعات نفل کی نیت سے شروع کریں۔ ان چار رکعتوں میں تیسرے کلمہ کا پہلا حصہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" تین سو مرتبہ اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائے۔ اس کے دو طریقے روایات میں آتے ہیں جو درج ذیل نقشے سے واضح ہیں:

ارکان	تسبیح کب پڑھنی ہے	پہلا طریقہ	دوسرا طریقہ
قیام	"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" کے بعد قرأت سے پہلے	X	15مرتبہ
قیام	قرأت کے بعد رکوع سے پہلے	15مرتبہ	10مرتبہ
رکوع	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ "(3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
قومہ	"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کے بعد کھڑے ہوکر	10مرتبہ	10مرتبہ
پہلا سجدہ	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"(3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
جلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے	10مرتبہ	10مرتبہ
دوسرا سجدہ	"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"(3مرتبہ) کے بعد	10مرتبہ	10مرتبہ
قعدہ اولیٰ قعدہ ثانیہ	دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر (دوسری، چوتھی رکعت میں تشہد سے پہلے)	10مرتبہ	X
کل تعداد ایک رکعت میں		75مرتبہ	75مرتبہ
کل تعداد چار رکعات میں		300مرتبہ	300مرتبہ

کوشش کریں یہ نماز ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھیں، مشکل ہو تو مہینے میں ایک بار پڑھ لیں، یہ بھی نہ ہوسکے تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیں، اتنا بھی نہ ہوسکے تو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور پڑھ لینی چاہیے۔

[5]: ملاقات کے وقت کی دعا

أَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

(سنن الترمذی: ج ص98 کتاب الاستئذان باب ماذکر فی فضل السلام)

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

پچیسواں سبق

[1]:ائمہ فقہاء کی تقلید کا ثبوت

﴿فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (۷)﴾

(سورۃ النحل:43)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔

امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی رحمہ اللہ (ت604ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ (ت1270ھ) نے اس آیت سے تقلید کو ثابت کیا ہے۔

(التفسیر الکبیر للرازی:ج8ص19، تفسیر روح المعانی:ج14ص148)

[2]:عظمتِ فقیہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "فَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ".

(سنن ابن ماجۃ: ص20باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہ؛ شیطان پر ایک ہزار عبادت کرنے والوں (عابدین) سے بھاری ہے۔

[3]:اجتہاد و تقلید

اِکمال دین (دین کو مکمل کرنے) کی عملی صورت مجتہد کا اجتہاد اور مجتہد کے اجتہاد پر عمل یعنی تقلید ہے۔ پس مطلق اجتہاد اور مطلق تقلید ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے البتہ متعین چار ائمہ (امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ) کی فقہ اور تقلید کا انکار کرنا گمراہی ہے۔ چونکہ حق اہل السنۃ والجماعۃ کے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں بند ہے اس لیے نفس پرستی اور خواہش پرستی کے اس زمانے میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

نوٹ: ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔

اعتقادی و اجتہادی اختلاف:

اعتقادی اختلاف امت کے لیے زحمت ہے جبکہ مجتہدین کا اجتہادی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے اور مقلدین و مجتہدین دونوں کے لیے باعثِ اجر و ثواب ہے مگر درست اجتہاد پر دو اجر ہیں اور غلط اجتہاد پر ایک اجر، بشرطیکہ اجتہاد کنندہ میں اجتہاد کرنے کی اہلیت ہو۔

اصولِ اربعہ:

دین اسلام کے چار اصول ہیں۔

۱: کتاب اللہ

۲: سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳: اجماع امت

۴: قیاس شرعی

انہیں "اصولِ اربعہ" کہتے ہیں۔ ان اصولِ اربعہ سے ثابت شدہ مسائل کا نام "فقہ" ہے جس کا انکار؛ حدیث کے انکار کی طرح دین میں تحریف کا بہت بڑا سبب ہے۔

[4]: قضا نمازیں

اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز وقت پر نہ پڑھ سکیں تو وقت گزرنے پر وہ نماز معاف نہیں ہو جاتی بلکہ ذمہ میں فرض رہتی ہے۔ اسے بعد میں پڑھنا ضروری ہوتا ہے، بعد میں پڑھنے کو "قضا" کہتے ہیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کے حوالے سے چند احکامات درج ذیل ہیں:

[1]: اگر حتمی طور پر معلوم ہو کہ میری فلاں دن اور فلاں وقت کی ایک یا کئی نمازیں رہ گئی ہیں تو ان کی قضاء کے لیے ان نمازوں کی مکمل تعیین ضروری ہے۔ یعنی دن اور نماز کا متعین کرنا لازمی ہے۔ جیسے کسی خاتون کی اتوار کی عصر فوت ہو گئی ہو تو اب اسے پڑھنے کے لیے یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ میں اتوار کی عصر کی قضا پڑھ رہی ہوں۔

[2]: اگر کسی خاتون کی کئی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کی حتمی تعداد کا علم نہ ہو کہ کتنی ہیں تو ضروری ہے کہ خوب غور و فکر کر کے ان کی تعیین کرے کہ اس کے ذمہ کتنی نمازیں ہیں۔ اگر حتمی تعداد معلوم نہ ہو سکے تو خوب سوچ بچار کے بعد غالب رائے سے جو تعداد متعین ہو اسے لکھ لے۔ گزشتہ کئی مہینوں یا سالوں کی قضا نمازیں پڑھنے کی صورت میں دن و تاریخ کی تعیین کے ساتھ نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں نیت کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں سے پہلی پڑھتی ہوں، جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے پہلی پڑھتی ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے اگلی والی نمازیں پہلی بن چکی ہوں گی۔ اسی طرح نیت یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں ان میں سے آخری پڑھتی ہوں، جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے آخری پڑھتی ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے پہلے والی نمازیں آخری بن چکی ہوں گی۔ یوں ایک ایک کر کے اپنی تمام قضا نمازیں پڑھ لی جائیں۔

[3]: قضا نمازیں تین ممنوع اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہیں۔ وہ تین اوقات یہ ہیں:

۱: سورج طلوع ہوتے وقت

۲: عین زوال کے وقت

۳: سورج غروب ہوتے وقت

[4]: قضا نماز؛ فجر اور عصر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن کوشش کریں کہ سب کے سامنے نہ پڑھیں۔ چونکہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے دیکھنے والے لامحالہ یہی سمجھیں گے کہ یہ قضا پڑھ رہی ہے۔ نماز قضا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اپنے گناہ کو حتی الامکان کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔

[5]: قضا نمازیں پڑھتے وقت صرف فرض پڑھے جائیں، سنتوں کی قضا نہیں، البتہ عشاء کے فرض کے ساتھ وتر کی قضا بھی ضروری ہے کیونکہ وتر واجب ہیں۔

[6]: سفر کی حالت میں اگر کوئی نماز رہ جائے تو اس کی قضا میں بھی قصر ہو گی چاہے سفر میں قضا کرے یا حالت اقامت میں، اور اگر حالتِ اقامت میں فوت شدہ نماز کو سفر کی حالت میں قضا کرنا چاہے تو وہ پوری پڑھنا ہو گی۔
مثلاً سفر میں ظہر کی نماز رہ گئی تو گھر آ کر اسے قضا کرے گی تو دو رکعت ہی قضا کرے گی کیونکہ سفر میں ظہر کی قصر دو

رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر گھر میں کسی مجبوری کی وجہ سے عصر کی نماز رہ گئی اور وہ سفر پر چلی گئی۔ سفر میں عصر کی اس نماز کی قضا کرنا چاہے تو چار رکعت ہی قضا کرے گی کیونکہ اقامت میں چار رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔

نوٹ: "قضائے عمری" دراصل اسی ترتیب کے ساتھ قضا نمازیں پڑھنے کا نام ہے۔ باقی عوام میں جو قضائے عمری کا تصور ہے کہ فضیلت والی رات مثلاً شب براءت یا شبِ قدر میں یا رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں قضا کی نیت سے ایک نماز پڑھ لی جائے تو سب فوت شدہ نمازوں کی طرف سے کفّارہ بن جائے گی، یہ غلط تصور ہے۔ اس طرح کرنے سے فوت شدہ نمازیں ذمہ سے ساقط نہ ہوں گی۔ قضا شدہ نماز پڑھے بغیر صرف توبہ واستغفار کافی نہیں، توبہ بروقت نہ پڑھنے پر ہوگی اور قضا اپنی جگہ ضروری ہے۔

[5]: نماز کے بعد کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

أَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

(صحیح مسلم ج1 ص218 باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے اور تو برکت والا ہے اے عزت والے! شان والے!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

چھبیسواں سبق

[1]:کامیابی کا معیار

﴿ وَ الْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ ﴾

(سورۃ العصر)

ترجمہ: زمانے کی قسم، بے شک وہی انسان کامیاب ہے جس کا عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، اس حق بات (صحیح عقیدہ اور سنت عمل) کی تبلیغ واشاعت بھی کرتا ہو اور (اگر اس تبلیغ واشاعت پر مصائب و پریشانیاں آئیں تو ان پر) صبر کی تلقین بھی کرتا ہو۔

[2]: عمل سے زندگی بنتی ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ أَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ أَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ."

(صحیح البخاری: ج2 ص964 کتاب الرقاق. باب سکرات الموت)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، دو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے۔ میت کے پیچھے اس کے اہل وعیال اس کا مال اور اس کا عمل جاتے ہیں۔ اس کے اہل وعیال اور مال لَوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔

[3]:جنّات کے بارے میں عقائد

اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا فرمایا ہے جن کو "جنات" کہتے ہیں۔ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلف ہیں اور مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی عذاب وثواب ہو گا۔ جنات میں کوئی نبی نہیں ہے۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور اور معروف ابلیس لعین ہے۔ جنات اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ہم ان

کے وجود کو ایمان بالغیب کے طور پر مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

[4]: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ چند خواتین مل کر میت کو غسل دے دیں تو سب کی طرف سے فریضہ ادا ہو جائے گا ورنہ سب گنہگار ہوں گی۔ غسل دینے کے لیے درج ذیل سامان کا انتظام کریں:

۱: غسل کا تختہ	۲: قینچی	۳: دو چھوٹی چادریں	۴: صابن
۵: دو عدد تولیے	۶: مشک اور کافور	۷: دستانے	۸: دو ٹب پانی
۹: پانی ڈالنے کے لیے ڈبہ	۱۰: روئی	۱۱: بیری کے پتے	۱۲: ٹشو پیپر / ڈھیلے
۱۳: کفن	۱۴: چارپائی		

میت کو سنت کے مطابق غسل دینے میں جو مراحل پیش آتے ہیں انہیں بالترتیب تحریر کیا جاتا ہے:

1: میت کو جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین یا پانچ یا سات دفعہ لوبان کی دھونی دینی چاہیے۔ پھر میت کو اس پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ اس کی دائیں طرف ہو۔

2: میت کے بدن کے کپڑے چاک کر لیں اور ایک بڑا کپڑا جسم کے اوپر ڈال کر اندر ہی اندر کپڑے اتار لیں۔ یہ کپڑا موٹا ہونا چاہیے کہ گیلا ہونے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔

3: عورت کا سارا جسم ستر ہے، بلا وجہ دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ میت کو استنجا کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لیے دستانے پہن لینے چاہییں یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لینا چاہیے کیونکہ جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی دستانوں کے بغیر ہاتھ لگانا اور نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں یا ٹشو پیپرز سے استنجا کرائیں اور پھر پانی سے پاک کریں۔

4: میت کو وضو کرائیں۔ وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھلائیں، نہ کلی کرائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر کر پھینک دیں۔ اسی طرح یہ عمل تین دفعہ کریں۔ پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کریں۔

وضاحت: اگر انتقال ایسی حالت میں ہوا ہو کہ میت پر غسل فرض ہو(مثلاً کسی شخص کا جنابت کی حالت میں، یا کسی عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے) تو بھی منہ اور ناک میں پانی ڈالنا درست نہیں ہے۔ البتہ دانتوں اور ناک میں تر کپڑا پھیر دیا جائے تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں تاکہ وضو اور غسل کے دوران پانی اندر نہ جائے۔ پھر منہ دھلائیں، پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلائیں، پھر سر کا مسح کرائیں، پھر تین دفعہ دونوں پیر دھلائیں۔

5: جب وضو مکمل ہو جائے تو سر کو گل خیرو، خطمی، بیسن یا صابن وغیرہ سے مَل کر دھوئیں۔

6: پھر اسے بائیں کروٹ لٹائیں اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے پاؤں تک اتنا ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

7: پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سے سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

8: اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلانے کے قریب کر دیں اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں۔ اگر کچھ نجاست خارج ہو تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دیں، وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس ناپاکی کے نکلنے سے میت کے وضو اور غسل میں کوئی نقصان نہیں آتا۔

9: پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہا دیں کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر جسم کو کپڑے سے خشک کر کے دوسرا خشک کپڑا لپیٹ دیں۔

10: پھر چارپائی پر کفن کے کپڑے آگے بیان ہونے والے طریقے کے مطابق بچھائیں۔ پھر میت کو آرام سے غسل کے تختے سے اٹھا کر کفن کے اوپر لٹا دیں اور ناک، کان اور منہ سے روئی نکال دیں۔

[5]: غصے یا برے خواب کے وقت کی دعا

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

(سنن الترمذی: ج2 ص183 ابواب الدعوات. باب مایقول عند الغضب)

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے۔

ستائیسواں سبق

[1]: فرضیتِ جہاد

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (٢١٦)﴾

(سورۃ البقرۃ:216)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں مضر ہو اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فائدہ: جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ چونکہ یہ فریضہ مشکل ہے اس لیے نفس کو طبعی طور پر گراں اور بھاری معلوم ہوتا ہے مگر اللہ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے کہ کس چیز میں خیر ہے اور کس میں شر۔ جہاد فرض ہے اور اس کا انکار اور توہین کرنا کفر ہے۔

[2]: جہاد میں خواتین کی شرکت

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلُفُهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجَرْحٰى وَأَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى.

(صحیح مسلم: ج2 ص117 کتاب الجہاد والسیر. باب النساء الغازیات یرضخ لھن ولا یسھم)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئی۔ میں مجاہدین کے پیچھے ان کے ٹھکانوں میں رہتی تھی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی، مریضوں کی دوائی کا انتظام اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

[3]: جہاد فی سبیل اللہ؛ فضائل واحکام

دین اسلام کی سربلندی کے لیے دشمنانِ اسلام سے مسلح جنگ کرنا اور اس میں خوب جان ومال خرچ کرنا

"جہاد فی سبیل اللہ" کہلاتا ہے۔ دین اسلام کی سربلندی، دین کا تحفظ، دین کا نفاذ، دین کی بقاء، مسلمانوں کی عزت وعظمت، شان وشوکت اور جان ومال کا واحد ذریعہ "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫﴾

(سورۃ التوبۃ:111)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں (مجرموں کو) قتل کرتے ہیں اور (خود) قتل ہو جاتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (٤)﴾

(سورۃ الصف:4)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص367 کتاب الجہاد. باب فیمن سئل اللہ تعالیٰ الشھادۃ)

ترجمہ: جو شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی اللہ کے راستے میں قتال کرتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس مرتبہ خود جہاد کا سفر کیا اور اللہ کے راستے میں لڑتے ہوئے شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

1: اقدامی جہاد 2: دفاعی جہاد

اقدامی جہاد:

کافروں کے ملک میں جا کر کافروں سے لڑنا "اقدامی جہاد" کہلاتا ہے۔ اقدامی جہاد میں سب سے پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو پھر ان سے قتال کیا جاتا ہے۔ عام حالات میں جہاد اقدامی فرض کفایہ ہے اور اگر امیر المؤمنین نفیر عام (یعنی سب کو نکلنے) کا حکم دے تو اقدامی جہاد بھی فرض عین ہو جاتا ہے۔

دفاعی جہاد:

اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیں تو ان مسلمانوں کا کافروں کے حملے کو روکنا "دفاعی جہاد" کہلاتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ان کے روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اگر طاقت رکھتے ہوں مگر سستی کرتے ہوں تو ہمسایہ ممالک کے مسلمان ان کے حملے کو روکیں۔ جہاد دفاعی فرض عین ہے۔

فائدہ:

جہاد کرنے سے پہلے جہاد کی تربیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ جہاد کی تربیت حاصل کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾

(سورۃ الانفال:60)

ترجمہ: اور کافروں کے ساتھ لڑنے کے لیے جتنی قوت حاصل کر سکتے ہو، کرو۔

[4]: عورت کی تکفین کے مسائل

عورت کے لیے مسنون کفن یہ ہے:

1: ازار: سر سے پاؤں تک (مردوں کی طرح)

2: لفافہ: ازار سے لمبائی میں ایک ذراع (ڈیڑھ فٹ) زیادہ

3: کرتہ: بغیر آستین اور کلی کے جو گردن سے پاؤں تک ہو۔

4: سینہ بند: بغل سے رانوں تک ہو تو بہتر ہے ورنہ ناف تک ہو اور چوڑائی میں اتنا ہو کہ باندھا جاسکے۔

5: سر بند: اسے خمار یا اوڑھنی بھی کہتے ہیں، یہ تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیے۔

عورت کے کفن میں تین کپڑے تو بعینہٖ وہی ہیں جو مرد کے لیے ہوتے ہیں البتہ دو کپڑے زائد ہیں؛ ایک سینہ بند اور دوسرا سر بند۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھائیں۔ پھر قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھا دیں اور اوپر کا باقی نصف حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں۔ پھر میت کو غسل کے تختے سے آرام سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو اس طرح سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیض کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں۔ جب قمیض پہنا چکیں تو جو تہبند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دیں اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دیں۔ پھر اعضائے سجدہ (پیشانی،، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں) پر کافور مل دیں، پھر سر کے بالوں کو دو حصے کر کے قمیض کے اوپر سینے کی طرف ڈال دیں؛ ایک حصہ دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دیں۔ اس کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہیے۔ اس کے بعد میت کے اوپر ازار اس طرح لپیٹیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔ اس کے بعد سینہ بند سینوں کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں تک دائیں بائیں باندھیں۔ پھر لفافہ اس طرح لپیٹیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں اوپر رہے۔ اس کے بعد کپڑے کی پٹی سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے اور بیچ میں کمر کے نیچے کو بھی ایک پٹی نکال کر باندھ دیں۔

[5]: دشمن سے مقابلے کے وقت کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدانِ جہاد میں جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو آپ یہ دعائیں پڑھتے تھے:

1: أَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ. بِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 353 کتاب الجہاد. باب مایُدعیٰ عند اللقاء)

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا بازو (قوت) ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری ہی توفیق سے میں برائی سے بچتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں لڑتا ہوں۔

اٹھائیسواں سبق

[1]:عذابِ قبر کا ثبوت

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (٤٦)﴾

(سورۃ المؤمن:46)

ترجمہ: آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح وشام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہو گی (اس دن حکم ہو گا کہ)فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں داخل کر دو۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبر میں عذاب عرض نار ہے جبکہ جہنم میں عذاب دخول نار کی صورت میں ہو گا۔یہ آیت عذابِ قبر کی واضح دلیل ہے۔

[2]:عذابِ قبر

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِّبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ إِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ: "مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ؟" فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا! قَالَ: "فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ؟" قَالَ: مَاتُوْا فِي الْإِشْرَاكِ. فَقَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ."

(صحیح مسلم:ج2ص386 کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا. باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ سواری بدک گئی، قریب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے گرا دے۔وہاں اس جگہ دیکھا کہ چھ، پانچ یا چار قبریں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی

ہاں! میں ان قبر والوں کو جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا: یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنا دے جیسے میں سن رہا ہو۔

[3]: موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ

قبر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں میت یا اجزائے میت ہوں۔

اگر کوئی مردہ جل کر راکھ ہو جائے یا کوئی انسان پانی میں غرق ہو جائے یا کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو جہاں جہاں اس کے جسم کے ذرات ہوں گے ان کے ساتھ روح کا تعلق قائم کر کے اسی جگہ کو اس انسان کے لیے قبر بنا دیا جاتا ہے۔

مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے؛ منکَر اور نکیر آتے ہیں۔ وہ تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَّبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

2: مَنْ نَّبِيُّكَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟)

3: مَادِيْنُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

جو انسان ان تینوں سوالات کا درست جواب دیتا ہے اس کو قبر میں سکون اور آرام ملتا ہے، اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے اور جو؛ اِن تین سوالوں کا درست جواب نہیں دیتا تو اس کی قبر کو اس کے لیے تنگ کر دیا جاتا ہے اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (سنن الترمذی: ج2 ص73 کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

[4]: جمعہ کے دن سے متعلق سنن و آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور

خرید و فروخت چھوڑ دو۔

(سورۃ الجمعۃ:9)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو حسن اتفاق سے خاص اس گھڑی میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا فرما دیتے ہیں۔

(صحیح البخاری:1ص128 کتاب الجمعۃ. باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ)

آدابِ جمعہ مبارک:

1: جمعہ کے دن صفائی ستھرائی اور نہانے کا اہتمام کرنا، تیل لگانا، زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا۔

2: جمعہ کے دن نئے کپڑے یا کم از کم پاک صاف کپڑے پہننا اور میسر ہو تو خوشبو لگانا۔

3: جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ ذکر و تسبیح، تلاوت قرآن اور دعا، صدقہ اور خیرات کرنا۔

4: صلوٰۃ التسبیح پڑھنا (صلوۃ التسبیح کی جماعت کروانا مکروہ ہے)

5: جمعہ کے دن کثرت سے درود و سلام پڑھنے کا اہتمام کرنا۔

6: جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنا۔

7: جمعہ کے دن عصر سے مغرب تک قبولیت دعا کے اوقات میں ذکر، فکر، عبادت اور دعا میں مشغول رہنا۔

[5]: مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ.

(سنن ابی داؤد: ج2ص90 کتاب الجنائز. باب الدعاء للمریض عند العیادۃ)

ترجمہ: میں اللہ عظیم سے سوال کرتی ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

نوٹ: یہ دعا مریض کے پاس سات مرتبہ پڑھی جائے۔

انتیسواں سبق

[1]: قیامت برحق ہے

﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (٧)﴾

(سورۃ الحج:7)

ترجمہ: اور یقیناً قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

[2]: قیامت کے دن کی ہولناکی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ."

(صحیح البخاری: ج2 ص967 کتاب الرقاق. باب قول اللہ تعالیٰ "ألا يظن أولئك أنهم مبعوثون")

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا جو زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کے لیے لگام بن جائے گا یہاں تک کہ یہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

[3]: قیامت کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ جب اس عالَم کو فنا کرنا چاہیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہو گا، وہ صور پھونکیں گے جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہو گی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند، پرند سب حیرت کے عالم میں بھاگنے لگیں گے۔ جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس

سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آجائے گا، مردے قبروں سے اٹھیں گے، یہی قیامت کا دن ہو گا، ہر بندے کو بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونا ہو گا، رب کے سامنے آکر ہم کلام ہونا پڑے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہو گا، دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے، ان کے بارے میں جواب دہی ہو گی، انسان کا ہر عمل اللہ کے علم، لوح محفوظ اور کراماً کاتبین کے رجسٹر میں محفوظ ہو گا۔

جس طرح ریکارڈر انسان کی آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اور کیمرہ ویڈیو کو محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح زمین بھی انسان کے ہر قول و فعل کو ریکارڈ کر رہی ہے اور قیامت کے دن وہ سب کچھ اُگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا، انسانی اعضاء و جوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولیں گے۔ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو یہ سعادت نصیب ہو گی جبکہ گمراہ لوگ اس سے محروم رہیں گے۔

اس دن ایک ترازو قائم ہو گا جس کے ذریعہ اعمال تولے جائیں گے۔ جہنم کی پشت پر پل صراط قائم ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہو گی۔ قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اس دن موت کو ایک دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہو گی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی۔ اہلِ جنت ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے اور اہلِ جہنم میں سے بد عقیدہ لوگ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے البتہ وہ جہنمی لوگ جو صحیح العقیدہ ہوں گے مگر اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے جہنم میں بھیجے جائیں گے وہ اپنے اعمالِ بد کی سزا بھگت کر بالآخر ایک نہ ایک دن جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

[4]: اولاد کی تربیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾

(سورۃ التحریم: 6)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

آداب:

1: اگر اولاد نہ ہو تو خدا سے نیک اولاد کے لیے دعا کرنا۔

2: اولاد کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھنا، اولاد کی پیدائش پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینا۔

3: اولاد کی پیدائش پر کبھی تنگ دل نہ ہونا، معاشی تنگی یا صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ سے اولاد کی پیدائش پر پریشان ہونے یا اس کو اپنے حق میں مصیبت سمجھنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا۔

4: بچے کو نہلانے کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا۔

5: اذان واقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوانا اور بچے کے لیے خیر وبرکت کی دعا کروانا۔

6: بچے کے لیے اچھا سا نام تجویز کرنا جو انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کے ناموں میں سے ہو۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے کسی نام کی نسبت کے ساتھ نام تجویز کرنا ہو تو اس سے پہلے لفظ "عبد" لگانا جیسے عبد الرحمٰن۔

7: ساتویں دن عقیقہ کرنا، لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری ذبح کرنا اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کرنا۔

8: اگر بچے میں برداشت ہو تو ساتویں دن ختنہ کرانا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کروایا تھا۔

9: جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ طیبہ سکھانا۔

10: بچوں کو بلی، کتے، اندھیرے وغیرہ سے ڈرانے سے پرہیز کرنا۔

11: بچے کو نامناسب بات پر شفقت سے تنبیہ کرنا۔

12: اولاد کا زیادہ بناؤ سنگار نہ کرنا۔ اگر لڑکا ہے تو اس کے بال زیادہ بڑھانے کی اجازت نہ دینا۔ اگر لڑکی ہے تو جب تک پردہ کے قابل نہ ہو جائے تو اس کو زیور نہ پہنانا۔

13: اولاد کو پاکیزہ تعلیم سے آراستہ کرنا۔ اس مقصد کے لیے انہیں کسی دینی مدرسہ میں یا ایسے سکول اور کالج میں داخل کروانا جہاں ان کے اخلاق اور ایمان برباد ہونے کا خدشہ نہ ہو۔

14: بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دینا اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارنا اور اس کا بستر علیحدہ کرنا۔

15: بالغ ہونے کے بعد جلد از جلد ان کا نکاح کرانا۔ اگر بلا عذر ان کے نکاح میں تاخیر کی اور اولاد سے کوئی جنسی گناہ صادر ہو جائے تو ماں باپ اس گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔

16: اولاد کے مابین تقسیم کرنے میں عدل و انصاف اور مساوات کا معاملہ کرنا۔ اگر ترجیح دینی ہو تو بیٹی کو دینا۔

17: بچے کو چیزیں دے کر کسی غریب کو دلوانا تاکہ ان میں سخاوت کی صفت پیدا ہو جائے۔

18: بچے کی ہر ضد پوری نہ کرنا کیونکہ اس سے بچے کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔

19: کبھی کبھی ان کو نیک لوگوں کی کہانیاں سنانا تاکہ ابھی سے ان میں اُنہی کی طرح کے جذبات پیدا ہو جائیں۔

20: اولاد کو کوئی ایسا ہنر سکھانا جو بوقتِ ضرورت روزگار کا ذریعہ بن سکے تاکہ اولاد کسی کی محتاج نہ ہو۔

[5]: چھینک کے وقت کی دعا

جسے چھینک آئے وہ یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں)

سننے والی جواب میں یہ کہے:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. (اللہ آپ پر رحم فرمائے)

چھینکنے والی پھر یہ کہے:

يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. (اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کی حالت کو درست کرے)

(سنن ابی داؤد: ج2 ص338 کتاب الادب. باب کیف تشمیت العاطس)

تیسواں سبق

[1]: زکوٰۃ اور سود کا تقابل

﴿ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (۳۹)﴾

(سورۃ الروم:39)

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں شریک ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو (غور سے سن لو) یہی لوگ ہیں جو در حقیقت (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

[2]: زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ" ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ﴾ الْاٰيَةَ.

(صحیح البخاری: ج2ص655 کتاب التفسیر. باب تفسیر سورۃ آل عمران)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر بھی وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الخ" (ترجمہ آیت: جو لوگ اس مال میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھی بات ہے بلکہ یہ ان کے لیے بری بات ہے۔ جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہو گا قیامت کے دن وہی مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔[آل عمران:180])

[3]: قیامت کی علاماتِ صغریٰ

"علامات صغریٰ" سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد تک وقوع پذیر ہوں گی۔ ان میں سے کچھ علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں۔

علامات صغریٰ بہت ساری ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

2: ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔

3: شرم وحیا اٹھ جائے گی۔

4: شراب کو "نبیذ" سود کو "خرید و فروخت" اور رشوت کو "ہدیہ" کا نام دے دیا جائے گا۔

5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا۔

6: سرکاری خزانہ کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔

7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔

8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

9: شوہر؛ بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

10: آدمی اپنے دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔

11: ذلیل اور فاسق لوگ قوم کے سردار بن جائیں گے۔

12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہو گا۔

13: مساجد میں شور شرابہ ہو گا۔

14: شراب عام ہو گی۔

15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

16: مردوں میں ریشم کا لباس عام ہو جائے گا۔

17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

[4]:زکوٰۃ کے مسائل واحکام

صاحبِ نصاب کی تعریف:

اگر کسی شخص کی ملکیت میں درج ذیل اموال مقدار مذکور میں ہوں تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۱]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زائد صرف سونا موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) یا اس سے زائد صرف چاندی موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف نقدی موجود ہو (خواہ جس ملک کی بھی ہو مثلاً روپے، ریال، ڈالر، درہم وغیرہ) تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۴]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف تجارت کا مال موجود ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

[۵]: اگر کسی کی ملکیت میں مذکورہ چار چیزوں (سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت) کی تھوڑی تھوڑی مقدار کی مالیت یا ان میں سے کوئی دو یا زائد چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد موجود ہو تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط:

[1]: مسلمان ہونا

[2]: آزاد ہونا

[3]: عاقل ہونا

[4]: بالغ ہونا

[5]: مال کا مکمل ملکیت میں ہونا

[6]: مال کا نصاب کے برابر ہونا

[7]: مال کا حاجاتِ اَصلیہ سے زائد ہونا

[8]: مال کا دَین سے خالی ہونا

[9]: مال کا نامی یعنی بڑھنے والا ہونا

فائدہ: مال نامی چار ہیں:

۱: سونا (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ)

۲: چاندی (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، بسکٹ، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ)

۳: نقدی رقم

۴: مالِ تجارت

[10]: مال پر مکمل سال کا گزر جانا

زکوٰۃ کی شرائط کی مزید تفصیل میری کتاب ”کتاب الفقہ“ (حصہ اوّل) میں ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: بارش مانگنے کی دعا

أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا، أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا.

(صحیح مسلم ج1 ص293 ابواب الجمعۃ. باب الدعاء فی الاستسقاء)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اکتیسواں سبق

[1]: مصیبت؛ گناہ کا وبال ہے

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ‌ وَمَآ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّفۡسِكَ‌ؕ وَاَرۡسَلۡنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا‌ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا (۷۹)﴾

(سورۃ النساء:79)

ترجمہ: تمہیں جو بھی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ محض اللہ کی طرف ہوتی ہے اور جو بھی برائی پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے سبب سے ہوتی ہے اور (اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ گواہی دینے کے لئے کافی ہے۔

فائدہ: انسان کو چاہیے کہ بھلائی کو حق تعالیٰ کا احسان سمجھے اور مصیبت کو اپنے اعمال کی شامت جانے۔

[2]: جس سے محبت اسی کے ساتھ انجام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "أَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ".

(صحیح البخاری: ج2 ص911 کتاب الادب. باب علامۃ الحب فی اللہ عزوجل)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس نے محبت کی۔

[3]: قیامت کی علاماتِ کبریٰ (پہلی علامت: مہدی علیہ الرضوان کی آمد)

"علامات کبریٰ" سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد سے لے کر نفخہ اولیٰ تک ظاہر ہوں گی۔

قیامت کی علامات کبریٰ دس ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1: حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد

2: دجال کا نکلنا

3: عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا

4: یاجوج ماجوج کا نکلنا

5: سورج کا مغرب سے نکلنا

6: دآبۃ الارض کا نکلنا

7: ٹھنڈی ہوا کا چلنا

8: حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو گرانا

9: دھواں کا نکلنا

10: آگ کا نکلنا

ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

1: حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہو گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے یعنی ان کے اخلاق واطوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہوں گے البتہ صورت اور شکل وشباہت میں مشابہ نہیں ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔ مکہ مکرمہ میں ان کا ظہور ہو گا، شام اور عراق کے اولیاء اور ابدال بیت اللہ کے طواف کے دوران انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پہلے ان کی حکومت عرب میں ہو گی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ان کے دور حکومت میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہو گا۔ آپ کا عمل شریعت محمدیہ کے مطابق ہو گا۔ آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور انہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی؛ عیسائیوں سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ بیت المقدس میں آپ کا انتقال ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور آپ بیت المقدس ہی میں دفن

ہوں گے۔

[4]: زکوٰۃ کے بقیہ احکام

زکوٰۃ کے مصارف:

1: فقراء.... "فقیر" اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

2: مساکین... "مسکین" اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ ہو لیکن ضرورت سے کم ہو۔

3: عاملینِ زکوٰۃ... وہ لوگ جنہیں حکومت کی جانب سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ ان کی تنخواہوں کی ادائیگی زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

4: مؤلفۃ القلوب... مستحق نو مسلم جنہیں اسلام پر پختہ کرنا مقصود ہو۔

5: غارمین... ایسے مقروض لوگ جن کے تمام اثاثے ان کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہوں، یا اگر یہ لوگ اپنے اثاثوں سے قرض ادا کریں تو نصاب کے بقدر ان کے پاس مال باقی نہ رہے۔

6: فکِّ رقاب... غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے۔

7: فی سبیل اللہ... جہاد پر جانے والوں کے سازوسامان کی تیاری میں۔ اس کے علاوہ ایسے لوگ جو دینی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے معاشی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتے وہ بھی فی سبیل اللہ میں شامل ہیں، مثلاً مدارس کے طلبہ، ان کو زکوٰۃ کی مد میں جیب خرچ، کپڑے اور کتب وغیرہ لے کر دی جاسکتی ہیں۔

8: ابن سبیل... مسافر کے لیے یعنی وہ شخص جس کے پاس اگرچہ اپنے وطن میں نصاب کے بقدر مال تو موجود ہے لیکن سفر میں اس کے پاس اتنی رقم نہ ہو جس سے وہ سفر کی ضروریات پوری کرکے وطن واپس جاسکے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط:

1: زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا

2: مستحق شخص کو زکوٰۃ کے مال کا مالک بنانا

جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

1- خاندانِ بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔ بنو ہاشم سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لیے ان کی مدد زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کے علاوہ دیگر رقوم صدقات سے کی جائے۔

2- کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

3- ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

4- شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

5- زکوٰۃ اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع (بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی) کو دینا جائز نہیں ہے۔

6- شوہر؛ بیوی کو اور بیوی؛ شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

7- مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

[5]: درد سے نجات کے لیے دعا

درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ.

(صحیح مسلم: ج2ص224 کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ علی موضع الالم مع الدعاء)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتی ہوں اس درد کے شر سے جو مجھے محسوس ہو رہا ہے اور جس سے میں ڈرتی ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

بتیسواں سبق

[1]:رمضان کے روزے کی فرضیت

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۸۵)﴾

(سورۃ البقرہ:185)

ترجمہ: رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہیں اور حق وباطل کے درمیان فرق کرتی ہیں۔ اس لئے تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینا پائے تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کرلو اور اللہ نے تمہیں جو طریقہ سکھایا ہے اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

[2]:روزہ وقرآن کی دربار الٰہی میں سفارش

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ! إِنِّيْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ، فَيُشَفَّعَانِ".

(شعب الایمان للبیہقی:ج2ص346 کتاب تعظیم القرآن. فصل ادمان تلاوۃ القرآن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روکے رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے سے روکے رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔

[3]: قیامت کی دوسری علامت؛ خروجِ دجال

قیامت کی علامات کبریٰ میں دوسری علامت؛ خروج دجال ہے جو احادیثِ متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ دجال؛ دجل سے مشتق ہے جس کے معنی لغت میں بڑے جھوٹ، مکر، فریب اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر جھوٹے اور مکار کو دجال کہہ سکتے ہیں لیکن حدیث شریف میں جس دجال موعود کے خروج کی خبر دی گئی ہے وہ ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہو گا اور "مسیح" اس کا لقب ہو گا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ کانا ہو گا اور مسیح کا مطلب ہوا جس کی آنکھ ہاتھ پھیر کر صاف اور ہموار کر دی گئی ہو، ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخونہ ہو گا، دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہو گا۔

سب سے پہلے اس کا ظہور شام اور عراق کے درمیان ہو گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے بعد ازاں وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ لیکن اخیر میں وہ ایک شخص کو قتل کر کے زندہ کرے گا اور پھر اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن اس کے قتل پر ہر گز قادر نہ ہو گا تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ یہ شخص دعوائے خدائی میں بالکل جھوٹا ہے۔

اول... اس کا "کانا" ہونا ہی اس کے خدا نہ ہونے کی نہایت روشن اور واضح دلیل ہو گی۔

دوم... اس کی آنکھوں کے درمیان "ک، ف، ر" لکھا ہو گا۔

سوم.... قتل کرنا ایسا فعل ہے جو بشر کی قدرت میں داخل ہے۔ جب اس میں یہ قدرت باقی نہ رہی کہ وہ دوبارہ قتل کر سکے تو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو چند روز اس کے ہاتھ سے احیائے موتیٰ (مردوں کو زندہ کرنا) کا ظہور ہوتا رہا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل تھا جو اس کے ہاتھ سے محض استدراج، ابتلاء اور امتحان کے طور پر کرایا گیا۔

خروج دجال کب ہو گا؟

دجال کا خروج اس زمانے میں ہو گا جب امام مہدی علیہ الرضوان نصاریٰ سے جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام واپس آئیں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہو کر مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے۔ اس وقت دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی

اس کے تابع ہو جائیں گے۔ بعد ازاں وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلا تا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ یمن سے ہو کر مکہ مکرمہ کا رخ کرے گا مگر مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔ مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھرا کر شام واپس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر فجر کی نماز کے وقت دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس لعین کو قتل کریں گے۔

[4]:روزہ کے مسائل واحکام

عبادت کی نیت کے ساتھ صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور جنسی تعلق سے رکنے کا نام ''روزہ'' ہے۔

روزہ کی اقسام:

1:فرض روزہ

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

2:واجب روزہ

نذر مانے ہوئے روزے اور کفارہ کے روزے واجب ہیں۔ اسی طرح نفل روزہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل بھی واجب ہوتی ہے۔

3:مسنون روزہ

یوم عاشورہ(10 محرم) کا روزہ رکھنا جس کے ساتھ ایک روزہ مزید(9 یا 11 محرم) ملایا جائے، مسنون ہے۔

4:مستحب روزہ

ہر ماہ تین دن بالخصوص قمری مہینے کی 13، 14، 15 تاریخ کا روزہ، شوال کے چھ روزے، ہفتہ وار پیر اور جمعرات کا روزہ اور غیر حاجیوں کے لیے یوم عرفہ (9ذوالحجہ) کا روزہ مستحب ہے۔

5: حرام روزہ

یکم شوال اور10، 11، 12، 13ذوالحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

فائدہ:

رمضان کا ادا؛ روزہ ٹوٹ جائے تو اکثر صورتوں میں صرف قضاء ہوتی ہے۔ہاں بعض صورتوں میں (جبکہ روزہ توڑنے کا جرم انتہائی کامل ہو) قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

قضا؛ ایک روزہ دوبارہ رکھنے کو قضا کہتے ہیں اور کفارہ؛ دوماہ کے لگاتار روزے رکھنے کو کفارہ کہتے ہیں۔

کفارہ میں مرحلہ وار تین شقیں ہیں:

1: غلام آزاد کرنا لیکن اب غلاموں کا دور نہیں۔

2: غلام آزاد نہ کرسکنے کی صورت میں مسلسل دوماہ یعنی ساٹھ دن روزے رکھنا (اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کیے تو چاند کے مطابق یعنی انتیس کا کوئی مہینا ہو گیا تو روزے59لازم ہوں گے)

3: اگر دیندار مستند طبیب کی رائے سے یا اپنے سابق تجربہ سے واقعتاً مسلسل دوماہ روزے نہ رکھ سکتی ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ایک مسکین کو ساٹھ دن بھی کھلا سکتے ہیں اور تسلسل ضروری نہیں۔ایک مسکین کے صبح وشام کھانے کی جگہ صدقہ فطر کی مقدار یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کا آٹا بھی دے سکتے ہیں۔نیز اتنی ہی مالیت کی رقم یا اتنی ہی رقم کی دیگر اشیاء مثلاً کپڑے جوتے بھی خرید کر دے سکتے ہیں۔

کفارہ کے روزوں میں تسلسل ضروری ہے لیکن خاتون کو اگر درمیان میں حیض حائل ہو جائے تو اس سے تسلسل ٹوٹنے میں کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ البتہ نفاس حائل ہونے یا ایام ممنوعہ 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ حائل ہونے پر دوبارہ نئے سرے سے روزے رکھنا ہوں گے۔

[5]: بے چینی کے وقت کی دعا

أَللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا .

(سنن ابی داوٗد: ج1 ص213 کتاب الوتر. باب فی الاستغفار)

ترجمہ: اللہ ہی میرا رب ہے، میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی۔

تینتیسواں سبق

[1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا

﴿وَّ قَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ‌ۚ وَ مَا قَتَلُوۡهُ وَ مَا صَلَبُوۡهُ وَ لٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ‌ؕ وَ اِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ‌ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ۚ وَ مَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۙ‏ (۱۵۷) بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا‏ (۱۵۸)﴾

(سورۃ النساء:157، 158)

ترجمہ: (یہود اس لیے ملعون ہوئے کہ) انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا تھا حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا تھا اور نہ ہی انہیں صلیب پر لٹکا پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ دراصل شک کا شکار ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی (یقینی) علم نہیں ہے بلکہ یہ لوگ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا اور اللہ غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

فائدہ: یہ بات مسلَّم ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانی دشمن تھے اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ یہودی؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر سکے نہ صلیب پر لٹکا سکے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "صلیب پر لٹکایا گیا ہو لیکن قتل نہ کر پائے ہوں" کیونکہ اس دور میں صلیب پر ہی لٹکا کر قتل کیا جاتا تھا۔ جب قرآن نے قتل کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر قتل نہیں کیے گئے اور جب صلیب کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر لٹکائے بھی نہیں گئے۔

[2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ."

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی: ج2 ص166 باب قول اللہ عز وجل "إني متوفيك")

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشی کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔(یعنی امام مہدی کی اقتداء کریں گے)

اس حدیث میں لفظ"مِنَ السَّمَاءِ" کی صراحت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

[3]: قیامت کی تیسری علامت؛نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے۔ یہ عقیدہ حق اور سچ ہے اور قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کی ادائیگی کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ یکایک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہو گی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکے گا، اس کے پہنچتے ہی مر جائے گا اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسے پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے اور "باب لُدّ" پر جا کر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکرِ اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا اور یہودیوں کو خوب قتل کرے گا اور اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی جن کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ تھے اور اب آسمان سے ہمارے قتل کے لیے زمین پر اترے ہیں۔

فائدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیات ہیں:

ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے وقت سے لے کر اس وقت تک کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی شخص ہوں گے کیونکہ:

1: حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔

2: حضرت مسیح ابن مریم حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چھ سو(600) سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ان کے والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔

3: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

شبہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ "لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ" کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔

اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت مہدی دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

جواب:

1: یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف اور غیر مستند ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری (ج6 ص385) میں اس کی تصریح کی ہے۔

2: یہ روایت ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا الگ الگ شخصیت ہونا خوب ظاہر ہے اور متواتر کے مقابلہ میں ضعیف اور منکر روایت معتبر نہیں ہوتی۔

[4]: گفتگو سے متعلق سنن وآداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾

(سورۃ البقرۃ:83)

ترجمہ:لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کیا کرو۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی قراد؛ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کو (واپس مانگنے پر اسے) ادا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(شعب الایمان للبیہقی:ج2ص201حدیث نمبر1533)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر شخص کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دل مخموم ہو اور زبان سچ بولتی ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سچی زبان والا تو ہمیں معلوم ہے لیکن یہ مخموم دل والے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخموم دل والے سے مراد ایسا پرہیز گار اور پاک صاف شخص ہے جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ کسی سے کینہ اور نہ کسی کے ساتھ حسد۔

(سنن ابن ماجۃ:ص311کتاب الزہد. باب الورع والتقویٰ)

حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں آپ کو کس چیز کا زیادہ ڈر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: "اس کا۔" (یعنی انسان کو اپنی گفتگو میں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔)

(سنن الترمذی:ج2ص66ابواب البر والصلۃ. باب ماجاء فی حفظ اللسان)

آداب:

1: گفتگو کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ میرا بات کرنا فائدہ مند ہے یا نہیں؟ اگر بات چیت کرنے میں فائدہ ہو تو بات کرنی چاہیے ورنہ بے فائدہ گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔

2: جتنی ضرورت ہو اتنی گفتگو کی جائے، ضرورت سے زیادہ گفتگو نہ کی جائے۔

3: اگر محفل میں خود سے بڑے افراد موجود ہوں؛ چاہے منصب میں بڑے ہوں یا عمر میں یا علم میں تو گفتگو کا آغاز ان سے ہونا چاہیے۔ بلا ضرورت خود گفتگو کا آغاز کرنے سے بچنا چاہیے۔

4: گفتگو کے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ٹھہر کر واضح اور صاف انداز میں بات کرنی چاہیے۔

5: اگر کوئی بات کر رہا ہو تو اس کی بات کو توجہ سے سننا چاہیے۔

6: موقع کی مناسبت سے ہاتھوں کے اشارات اور چہرے کے تاثرات کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے لیکن بکثرت ایسا نہ کیا جائے۔

7: اگر کوئی مضمون مشکل ہو تو گفتگو کے دوران اسے تین مرتبہ دہرا لینا چاہیے۔ ہاں اگر سامعین بار بار دہرانے سے تنگ دل ہوتے ہوں تو ایک مرتبہ بیان کرنے پر اکتفا کرنا چاہیے۔

8: گفتگو میں ہمیشہ سچ بولنے کا اہتمام کریں۔ اپنی بات کو پختہ کرنے کے لیے یا سامنے والے شخص کو نیچا دکھانے کے لیے کبھی بھی جھوٹ نہ بولیں۔

9: ایسی گفتگو سے احتراز کریں جس میں گناہ کے عناصر پائے جائیں۔ مثلاً بلا ضرورت قسم کھانا، جھوٹی قسمیں اٹھانا، ناجائز سفارش کرنا، بہتان تراشی سے کام لینا، غیبت کرنا، چغلی کھانا، کسی پر طنز کرنا، کسی پر تہمت اور بہتان لگانا، کسی کو برے القابات سے پکارنا، گفتگو میں اپنی بڑائی اور دوسروں کی تحقیر کرنا، گالم گلوچ دینا۔ ان تمام گناہوں سے اپنی گفتگو کو پاک رکھیں۔

10: گفتگو کے دوران انصاف کی بات کریں چاہے وہ اپنے یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

11: ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے ہوئے گفتگو کریں۔ کبھی بھی ناحق گفتگو نہ کریں اور نہ ہی ناحق بات کی تائید کریں۔

12: اگر کسی نامحرم مرد سے گفتگو کرنی پڑ جائے تو اپنا لہجہ ذرا سخت رکھیں۔

13: گفتگو کے وقت متکبرانہ لب ولہجہ اختیار نہ کریں۔

14: جو بات کریں صاف کریں۔ ادھوری اور نامکمل گفتگو سے سخت اجتناب کریں کیونکہ اس سے بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی اور مخاطب تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

15: اگر کسی بڑے شخص مثلاً ماں، باپ، معلمہ، عمر رسیدہ سے گفتگو کر رہے ہوں تو ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے ادب واحترام سے بات کرنی چاہیے۔ بلند آواز سے ان کے سامنے گفتگو کرنے سے احتراز کیا جائے۔ اگر گفتگو اپنے سے چھوٹے افراد سے ہو رہی ہو تو اس دوران شفقت کے پہلو کو ملحوظ رکھا جائے۔

16: اپنی گفتگو کے دوران کسی فاسق فاجر شخص کی تعریف نہیں کرنی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شخص کی تعریف سننے والے افراد اس شخص کے بارے میں نرم گوشہ رکھ کر اس کی اتباع شروع کر دیں۔

17: جب دو افراد گفتگو کر رہے ہوں تو ان کی بات سننے کے لیے ٹوہ میں نہیں پڑنا چاہیے اور نہ ہی ان کی گفتگو میں اپنی بات کرنی چاہیے۔

18: جب کوئی گفتگو کر رہا ہو تو اس کی بات مکمل سنے بغیر نہ جواب دینا چاہیے اور نہ ہی درمیان میں بات کاٹنی چاہیے بلکہ مکمل گفتگو سن کر ہی جواب دینا چاہیے۔

19: اپنی راز داری کی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہیں کرنی چاہییں؛ خواہ سامنے والا شخص ہمدرد ہی کیوں نہ نظر آتا ہو۔ بعض مرتبہ اس سے بڑے بڑے نقصان اٹھانا پڑتے ہیں۔

20: گفتگو کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ بات موقع کی ہو۔ اگر کوئی بات موقع محل کے مطابق نہ ہو تو اس وقت کرنے سے اجتناب کریں بلکہ موقع کا انتظار کریں۔

[5]: اچھا سلوک کرنے والے کے لیے دعا

جَزَاكِ اللهُ خَيْرًا.

(سنن الترمذی: ج2 ص23 کتاب البر والصلۃ. باب ماجاء فی المتشبع بمالم یعطہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھے (اس سلوک کا) اچھا بدلہ دے۔

چونتیسواں سبق

[1]: حج کی فرضیت

﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۹۷)﴾

(سورۃ آل عمران:97)

ترجمہ: جو لوگ خانہ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے (تو یاد رکھو) اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

[2]: حج نہ کرنے پر وعید

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلٰى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ: ﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾

(سنن الترمذی: ج1 ص288 ابواب الحج. باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس سفر حج کا ضروری سامان موجود ہو اور سواری بھی میسر ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور یہ شخص پھر بھی حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے“

[3]: قیامت کی چوتھی علامت؛ خروجِ یاجوج ماجوج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرما جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ امام مہدی کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا اور زمانہ نہایت سکون اور راحت

سے گزر رہا ہو گا کہ یکایک وحی نازل ہو گی کہ اے عیسیٰ! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا۔ قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ غارت گر قوم ٹڈی دل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیلائے گی (جس کا قصہ قرآن کریم کی سورہ کہف آیت 93 تا 98 میں مذکور ہے) اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے جائیں گے۔ بارگاہ خداوندی میں یاجوج ماجوج کے حق میں طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جب کہ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں چھپ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو طاعون کی وبا سے ہلاک کرے گا اور اس بلائے آسمانی سے سب مر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالی لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو بعض کو تو کھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے اور پھر بارش ہو گی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام سے گزرے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس یا پینتالیس سال زندہ رہ کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمائیں گے اور روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام "جہجاہ" ہو گا، خوب اچھی طرح عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرے گا مگر ساتھ ہی شر اور فساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

[4]: حج کے مسائل واحکام

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ حج ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو حج پر جانے کے وقت حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے سرمایہ وغیرہ کا مالک ہو جس سے اس کے بیت اللہ تک آنے جانے اور واپس آنے تک اہل وعیال کا خرچ پورا ہو سکے۔

چند مسائل:

1: حج فرض ہو جانے کے بعد اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز نہیں حتی کہ اولاد کی شادی اور مکانات کی تعمیر وغیرہ پر بھی حج کی ادائیگی مقدم ہے۔

2: اگر حج فرض ہونے کے بعد نہ کیا اور پھر حج کرنے کے بقدر مال نہ رہا تو بھی حج فرض ہی رہے گا۔

3: اگر کسی کے پاس صرف اتنا خرچ ہے کہ مکہ تک آنا جانا تو ہو سکتا ہے مگر مدینہ منورہ تک پہنچنے کا خرچ نہیں ہے تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔

4: حج عمر بھر میں بس ایک مرتبہ فرض ہے۔ اگر کئی حج کیے تو ایک فرض اور باقی سب نفل ہوں گے۔

5: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ اگر کسی نے حج کر لیا ہو تو وہ نفلی حج ہے۔ اگر جوان ہونے کے بعد صاحب استطاعت ہو جائے تو پھر حج کرنا فرض ہو گا۔

6: اگر کسی ایسے شخص نے قرض لے کر یا امداد مانگ کر حج کر لیا جو صاحب استطاعت نہ تھا، اس کے بعد اگر مال دار ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہو گا۔

7: عورت پر حج فرض ہونے کے لیے اپنا اور محرم کا خرچ ضروری ہے۔

8: عورت کے لیے محرم یا شوہر کے بغیر 48 میل (یعنی 77 کلو میٹر) یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے، سفر خواہ ریل سے ہو یا موٹر کار سے یا ہوائی جہاز سے اور یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت کے لیے ہے۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ چند عورتوں کے ساتھ بغیر محرم کے عورت سفر میں چلی جائے تو یہ جائز ہے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی خصوصیت کے ہر عورت کے حق میں تاکیدی طور پر ممانعت فرمائی ہے۔

حج یا عمرہ کا سفر بھی محرم یا شوہر کے بغیر سخت ممنوع ہے اور گناہ ہے۔ بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لیے بغیر محرم اور شوہر کے چل دیتی ہیں جو شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتی ہیں اور اپنا حج یا عمرہ خراب کرتی ہیں۔ مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں اور اپنی طبیعت کی خواہش پر نہ چلیں۔ دنیاوی سفر میں مزید احتیاط لازم ہے۔ اس لیے 15 تا 20 میل کا سفر بھی بغیر محرم کے نہ کریں، اسی میں عفت و عصمت کی حفاظت ہے۔

فائدہ:

عورت کا محرم وہ شخص ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو جیسے باپ، بیٹا، پوتا، نواسہ، داماد، سسر، حقیقی چچا، حقیقی ماموں۔ واضح رہے کہ خالہ، ماموں، چچا اور پھوپھی کے لڑکے محرم نہیں ہیں۔ اسی طرح بہنوئی بھی محرم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بہن کو طلاق دے دے یا بہن فوت ہو جائے تو بہنوئی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔

البتہ اگر ان میں سے کوئی رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی ہو جس نے دو سال کی مدت میں کسی ایسی عورت کا دودھ پیا ہے جس کا دودھ اس عورت نے بھی پیا ہو جو اس کے ساتھ حج یا عمرہ کو جانا چاہتی ہو تو یہ شخص بھی محرم ہے اور اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔

یاد رہے کہ محرم ایسا ہو جس سے بے اطمینانی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ محرم تو ہے لیکن اس کی عفت وعصمت داغ دار ہے یا اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں؛ خواہ کیسا ہی قریبی محرم ہو۔

بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں، شرعاً اس کی بالکل اجازت نہیں۔ منہ بولا بیٹا یا بھائی بھی محرم نہیں ہیں، ان کے احکام بھی وہی ہیں جو اجنبی مردوں کے ہیں۔

فرائضِ حج:

1: احرام یعنی نیت کرنا اور تلبیہ کہنا یا اس کی جگہ ایسے کلمات کہنا جن میں اللہ کی بڑائی کا بیان ہو۔

2: وقوف عرفہ (9) ذوالحجہ کے دن زوال کے بعد عرفات کے میدان میں ٹھہرنا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی یہ فرض ادا ہو جائے گا۔

3: طوافِ زیارت

واجباتِ حج:

1: وقوف مزدلفہ یعنی مزدلفہ میں دس ذوالحجہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت ٹھہرنا۔

2: تینوں دن (یعنی دس، گیارہ، بارہ ذوالحجہ) رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا۔

3: قربانی(یہ حکم صرف قارن و متمتع کے لیے ہے)

4: حلق یا قصر۔(حلق کا مطلب ہے بلیڈ یا استرے کے ساتھ بال مونڈ دینا، قصر کا مطلب ہے قینچی یا مشین کے ساتھ سر کے کم از کم چوتھائی حصہ کے ایک انچ تک بال کاٹ دینا)

نوٹ: عورتوں کے لیے حلق کروانا جائز نہیں، وہ صرف قصر کروائیں گی۔

5: صفامروہ کی سعی۔

6: طواف وَداع(یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ میں مستقل مقیم نہ ہوں)

ممنوعاتِ احرام:

- سر یا چہرہ ڈھانپنا(مرد سر اور چہرہ نہیں ڈھانپ سکتا البتہ خواتین کے لیے سر ڈھانپنا اور چہرے کا پردہ کرنا ضروری ہے۔پردہ اس طرح کریں کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے)
- سلا ہوا کپڑا پہننا(مَردوں کے لیے)
- جسم یا احرام کی چادروں کو خوشبو لگانا
- خوشبودار تیل یا صابن لگانا
- بدن کے کسی بھی حصے کے بال کاٹنا یا مونڈنا
- ناخن کاٹنا
- بوس و کنار کرنا، شہوت سے ہاتھ لگانا، شہوت کی باتیں کرنا اور ہمبستری کرنا
- سر، جسم یا کپڑے کی جوں مارنا یا جوں مارنے کے لیے کپڑے کو دھوپ میں ڈالنا
- لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ اور اس طرح کے دیگر گناہ کے کام کرنا
- مرد کے لیے ایسا جوتا پہننا جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے(عورت ہر قسم کا جوتا پہن سکتی ہے)
- خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا شکاری کا تعاون کرنا

نوٹ: حدود حرم میں مُحْرِم اور غیر مُحْرِم دونوں کے لیے شکار کرنا جائز نہیں ہے البتہ حدودِ حرم کے باہر صرف غیر مُحْرِم کے لیے شکار جائز ہے۔

نوٹ: محرم کے لیے مرغی، بکری، اونٹ، گائے وغیرہ (یعنی گھریلو جانوروں) کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے۔

حج کی تین اقسام:

1: حجِ اِفراد 2: حجِ قِران 3: حج تمتع

1: حجِ اِفراد

میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو "مُفرِد" کہتے ہیں۔ اس میں قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

2: حجِ قِران

میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھا جائے۔ پہلے عمرہ کے افعال ادا کیے جائیں لیکن قصر نہ کروایا جائے بلکہ بدستور اسی احرام میں رہا جائے۔ پھر حج کے دنوں میں اسی احرام کے ساتھ حج کے ارکان ادا کیے جائیں اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد عمرہ وحج دونوں کا احرام کھول دیا جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک "حجِ قِران" افضل ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو "قارِن" کہتے ہیں اور اس میں قربانی واجب ہے۔

3: حج تمتع

میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ پھر 8 ذوالحجہ کو حدودِ حرم کے اندر اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو "متمتع" کہتے ہیں اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔

[5]: نظرِ بد سے بچنے کے لیے دعا

جب کوئی اچھی لگے تو اسے دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ص 99 مایقول اذارای من نفسہ ومالہ مایعجبہ)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ چاہے (وہی ہوگا اور) نیکی کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔

پینتیسواں سبق

[1]: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

﴿ وَ لۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (۱۰٤)﴾

(سورۃ آل عمران:104)

ترجمہ: تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جس کے افراد نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ ایسا کام کرنے والے لوگ ہی فلاح پائیں گے۔

[2]: حسبِ استطاعت برائی کو روکنا

عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدٍ الۡخُدۡرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: "مَنۡ رَاٰی مِنۡکُمۡ مُنۡکَرًا فَلۡیُغَیِّرۡہُ بِیَدِہٖ فَاِنۡ لَمۡ یَسۡتَطِعۡ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنۡ لَمۡ یَسۡتَطِعۡ فَبِقَلۡبِہٖ وَذٰلِکَ اَضۡعَفُ الۡاِیۡمَانِ."

(صحیح مسلم: ج1 ص51 کتاب الایمان. باب کون النھی عن المنکر من الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

[3]: قیامت کی پانچویں و چھٹی علامت: سورج کا مغرب سے نکلنا، دآبۃ الارض کا نکلنا

سورج کا مغرب سے نکلنا:

قیامت کے وقوع سے پہلے سورج مغرب سے نکلے گا۔ یہ وہ وقت ہو گا جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس وقت ایمان لانا مفید ثابت نہ ہو گا۔

دآبۃ الارض کا نکلنا:

قیامت کی ایک بڑی نشانی زمین سے دآبۃ الارض کا نکلنا ہے۔ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اسی دن یا اس کے بعد یہ عجیب الخلقت جانور زمین سے نکلے گا۔مکہ مکرمہ کا ایک پہاڑ جس کو "صفا" کہتے ہیں، وہ پھٹے گا اوراس میں سے یہ عجیب الخلقت جانور نکلے گا۔ جس طرح اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کے قریب زمین سے یہ جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور قیامت کی خبر دے گا۔ مومنین کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ مسلم اور مجرم کا امتیاز اس طرح شروع ہو جائے گا اور پورا امتیاز حساب و کتاب کے بعد ہو گا۔

[4]: حج کرنے کا طریقہ

حج کی تین اقسام ہیں:

1: حجِ اِفراد

2: حجِ قران

3: حجِ تمتع

یہاں حجِ اِفراد کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے، بعد میں حجِ قران اور حجِ تمتع سے متعلقہ امور بھی ذکر کیے جائیں گے تاکہ تینوں اقسام کا طریقہ کار سامنے آجائے۔

حجِ اِفراد کا طریقہ:

(1): حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ پہنچیں۔ چنانچہ اپنے متعلقہ میقات سے احرام باندھیں۔ احرام باندھتے وقت قبلہ رخ ہو کر اس طرح نیت کریں:

"اے اللہ! میں تیری رضا کے لیے کرتی ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما اور اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما!"

اس کے بعد مکمل تلبیہ تین بار پڑھیں۔

(2): احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئیں۔ وضو یا غسل کر کے مسجدِ حرام میں داخل ہوں۔ تلبیہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے مطاف میں آئیں۔

(3): یہاں سب سے پہلے طوافِ قدوم کریں۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے قریب یا مسجد حرام میں جہاں میسر ہو دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

(4): طوافِ قدوم کے بعد حج کے ایام آنے تک احرام کی پابندی کرتے رہیں اور نفلی عبادات، طواف وغیرہ سرانجام دیتے رہیں۔

(5): 8ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

(6): 9ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جائیں۔ کوشش کریں کہ زوال سے پہلے پہلے عرفات پہنچ جائیں۔

(7): وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد وقوف شروع کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ شام تک تلبیہ، استغفار، چوتھا کلمہ پڑھتے رہیں، دعائیں گڑگڑا کر مانگتے رہیں، وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔

(8): میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔

(9): غروبِ آفتاب کے بعد مغرب پڑھے بغیر عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوں۔ روانگی کے دوران ذکر اللہ، درود شریف اور تلبیہ کی کثرت کریں۔

(10): مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں اکٹھی ادا کریں۔ رات مزدلفہ میں قیام کریں۔

(11): 10ذوالحجہ فجر کی نماز مزدلفہ میں جماعت کے ساتھ اندھیرے ہی میں ادا کریں۔ نماز کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر تسبیحاتِ فاطمی، "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور چوتھا کلمہ پڑھیں، تلبیہ کثرت سے پڑھیں اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلائیں اور خوب دعائیں کریں۔ روشنی خوب پھیلنے تک یہی عمل جاری رکھیں۔ یہ وقوفِ مزدلفہ ہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ وقت قبل مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں۔

(12): 10 ذوالحجہ کو منیٰ پہنچ کر اپنے خیموں میں جا کر سامان رکھیں۔

(13): تلبیہ پڑھتے ہوئے جمرات کی طرف جا کر صرف بڑے جمرہ کو "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے ہوئے سات کنکریاں ماریں اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

(14): مفرد پر قربانی واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس لیے وسعت ہو تو کر لینی چاہیے۔

(15): اس کے بعد قصر کرائیں یعنی تقریباً ایک انچ بال کاٹیں۔

(16): اب آپ احرام کی حالت سے باہر آ چکے ہیں۔ احرام کی وجہ سے جن چیزوں کے استعمال پر پابندی تھی وہ ختم ہو چکی ہے البتہ صحبت کرنا یا بوس وکنار کرنا طواف زیارت کرنے تک حلال نہ ہو گا۔

(17): منیٰ میں 10، 11، 12 ذوالحجہ تک قیام کرنا سنت ہے۔

(18): منیٰ سے طواف زیارت کے لیے خانہ کعبہ چلے جائیں۔

(19): طواف مکمل کرنے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کریں۔

(20): آب زمزم خوب سیر ہو کر پییں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.

(21): اگر حج (اِفراد) کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ پہلے کر چکی ہوں تو وہی کافی ہے ورنہ اب طوافِ زیارت کے بعد سعی کریں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ میں باب الصفا سے "صفا" پر آئیں۔ "صفا" سے "مروہ" پہنچنے پر ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی طرح چھ چکر اور لگانے ہیں کہ "مروہ" سے "صفا" تک دو چکر ہو جائیں گے، پھر "صفا" سے مروہ تک تین... اسی طرح چلتے چلتے ساتواں چکر "مروہ" پر ختم ہو گا۔

(22): سعی مکمل کرنے کے بعد اب منیٰ میں جا کر ٹھہرنا چاہیے، مکہ میں نہ ٹھہریں۔

(23): 11 ذوالحجہ کو زوال کے بعد پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے جمرہ کو سات سات کنکریاں ماریں۔

(24): پہلے دو جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کر لیں لیکن آخری جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ٹھہر کر دعا نہ کریں بلکہ بغیر دعا کیے واپس آ جائیں۔

(25): کنکریاں مار کر واپس اپنے خیموں میں جائیں اور رات منیٰ ہی میں قیام کریں۔

(26): 12 ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد کنکریاں مارنے کے لیے جائیں۔

(27): تینوں جمرات کو اس ترتیب سے کنکریاں ماریں جس طرح 11 ذوالحجہ کو ماری تھیں۔

(28): بارھویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ جاسکتے ہیں، غروب کے بعد جانا مکروہ ہے۔

(29): اگر تیرھویں تاریخ کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن رمی بھی لازم ہو جائے گی۔

(30): اپنے وطن واپس جانے سے پہلے طواف وداع کرلیں۔

حجِ قِران کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجِ قران کرنے والی خاتون بیت اللہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ ادا کرے۔ چنانچہ پہلے طواف کے سات چکر لگائے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ اس سے قارن خاتون کے عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے۔ یہ خاتون قصر نہ کروائے کیونکہ احرام کی پابندیاں اس پر بدستور عائد رہیں گی۔ طوافِ عمرہ کے بعد یہ عورت طوافِ قدوم کرے گی۔ طوافِ قدوم کے بعد حج کے ایام آنے تک احرام کی پابندی کرتی رہے اور نفلی عبادات، طواف وغیرہ کرتی رہے۔

اب 8 ذوالحجہ کو منیٰ جائے گی اور حج کے ارکان پورے کرے گی البتہ سعی نہ کرے کیونکہ وہ طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرچکی ہے اور یہی افضل ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد سعی کی جائے۔ ہاں! اگر اس نے طوافِ قدوم کے بعد سعی نہیں کی تو طوافِ زیارت کے بعد کرلے۔ باقی حج کا طریقہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

حجِ تمتع کا طریقہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ حجِ تمتع کرنے والی خاتون بیت اللہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ ادا کرے گی۔ چنانچہ پہلے طواف کے سات چکر لگائے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر قصر کرے۔ اس سے اس خاتون کے عمرہ کے افعال مکمل ہو جائیں گے اور یہ احرام سے فارغ ہو جائے گی۔ اب احرام کی پابندیاں ختم ہوگئیں۔ حج کے ایام آنے تک تلاوت، اذکار، درود شریف، نوافل، طواف، عمرے، صدقہ وخیرات اور دیگر نیک کام بجالاتی رہے۔

اب یہ عورت 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منیٰ جائے گی اور حج کے ارکان پورے کرے گی۔ واضح ہو کہ اگر اس عورت نے حج کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ سے منیٰ کو جانے سے پہلے کوئی نفلی طواف کرکے اس کے بعد حج کی

سعی کرلی تو جائز ہو جائے گی لیکن افضل و بہتر یہ ہے کہ حج کی سعی؛ طوافِ زیارت کے بعد کرے۔

نوٹ: حج و عمرہ کے تفصیلی مسائل کے لیے دیکھیے میری کتاب: ”حج و عمرہ“

[5]: برائی سے بچنے کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

(مسند احمد: ج13 ص441 رقم الحدیث17560)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے تمام امور کے انجام کو اچھا بنادے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اورآخرت کے عذاب سے پناہ دے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

چھتیسواں سبق

[1]: حقوقِ والدین

﴿ وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا (۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ(۲٤)﴾

(سورۃ بنی اسرائیل:23،24)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کی حالت کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان کے ساتھ ادب سے بات کیا کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہو اور دعا کیا کرو کہ اے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔

[2]: فضیلتِ دعا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ." وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ: "اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ".

(سنن الترمذی:ج2ص175 ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ دعا عین عبادت ہے۔

[3]: قیامت کی ساتویں وآٹھویں علامت: ٹھنڈی ہوا کا چلنا، حبشیوں کا غلبہ

ٹھنڈی ہوا کا چلنا

دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی مؤمن کسی غار یا پہاڑ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہوا

سے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے تو نیکی اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

حبشیوں کا غلبہ:

بعد ازاں حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہو گا اور زمین پر ان کی سلطنت ہو گی۔ ظلم اور فساد عام ہو گا۔ بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہو گی۔ چوپایوں کی طرح لوگ سڑکوں پر جماع کریں گے۔ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو ایک ایک اینٹ کر کے توڑ دیں گے اور کعبۃ اللہ کے خزانہ کو لوٹ لیں گے۔

[4]: والدین کے ساتھ برتاؤ کے آداب

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کے بارے میں چاہتے ہیں اس کی سزا کو قیامت تک مؤخر فرما دیتے ہیں سوائے والدین کی نافرمانی کے گناہ کے، اس کی سزا انسان کو دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص217 حدیث نمبر7345)

آداب:

1: والدین کی دل و جان سے اطاعت اور فرمانبرداری کریں۔

نوٹ: اگر والدین خلافِ شریعت حکم دیں تو اس حکم کی تعمیل جائز نہیں۔ اسی طرح جو کام شرعاًواجب ہوں اور والدین ان سے منع کریں تو اس حکم میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں۔

2: والدین کی خدمت کریں۔

3: والدین سے نرمی سے بات کریں۔ ان سے سخت لہجے اور اونچی آواز میں ہر گز بات نہ کریں۔

4: والدین کو نام لے کر نہ پکاریں۔

5: والدین اگر کوئی چیز مانگیں اور اسے مہیا کرنا آپ کے اختیار میں ہو تو وہ چیز خدمت میں پیش کریں۔

6: والدین پر خرچ کرتے ہوئے اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ان پر دل کھول کر خرچ کریں۔

7: والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کریں۔

8: اگر کسی وجہ سے والدین ناراض ہو جائیں تو ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

9: والدین کی زندگی میں ان کے لیے یہ دعا مانگتے رہیں:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا.

ترجمہ: اے میرے رب! ان دونوں کے ساتھ رحم والا معاملہ فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

10: والدین کو خود بھی گالی نہ دیں اور نہ ہی کوئی ایسا کام کریں کہ لوگ آپ کے والدین کو گالی دیں۔

11: اگر والدین دنیا سے چلے جائیں تو ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے جن کے ساتھ رشتہ داری صرف اِنہی کی وجہ سے ہو۔

12: حسبِ استطاعت شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کے لیے ایصال ثواب کرتے رہیں۔

13: اگر ان کے ذمہ نمازیں یا روزے ہوں تو اگر مالی وسعت ہو تو ان کا فدیہ ادا کر دیں۔

14: اگر والدین پر قرض ہو تو اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

[5]: شیطانی وساوس کی زیادتی کے وقت کی دعا

اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهٖ.

(صحیح مسلم: ج1 ص79 کتاب الایمان. باب بیان الوسوسۃ فی الایمان ومایقولہ من وجدھا)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

سینتیسواں سبق

[1]: عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم

﴿ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿ۚ۳۲﴾ وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ﴾

(الاحزاب:32،33)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نزاکت سے بات مت کیا کرو کہ دل کے مرض میں مبتلا شخص لالچ میں پڑ جائے اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو اور تم اپنے گھر میں رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو، نماز قائم کرتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

چند ہدایات:

[1]: کسی غیر محرم سے پسِ پردہ بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقہ پر بات نہ کریں۔ عورت کی آواز اور لہجہ میں چونکہ طبعی اور فطری طور پر دل کشی ہوتی ہے اس لیے غیر مردوں سے بات کرنے میں بتکلف ایسالب ولہجہ اختیار کریں جس میں خشونت اور روکھاپن ظاہر ہو تا کہ کسی بد باطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

[2]: عورتوں کے لیے شب وروز گزارنے کی اصل جگہ ان کے اپنے گھر ہی ہیں۔ شرعاً جن ضرورتوں کے لیے گھر سے نکلنا جائز ہے ان کے لیے پردہ کے اہتمام کے ساتھ بوقت ضرورت عورت گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ آیت کے سیاق وسباق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے بلکہ جہاں تک ہوسکے نامحرم کی نظروں سے لباس بھی پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

[3]: ﴿ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی ﴾ یعنی زمانہ قدیم کی جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بعثت سے قبل دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس زمانہ کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک بازاروں، میلوں، گلی کوچوں میں بے پردہ ہو کر پھرا کرتی تھی۔ جب باہر نکلتیں تو بن ٹھن کر نکلتیں۔ اپنے پرائے کا امتیاز تھا؛ نہ ہی غیر محرموں سے بچنے کی فکر۔ یہ تھا جاہلیتِ اولیٰ کا رواج اور سماج جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے رہا ہے اور نئے مجتہدین پردہ شکنی کی دعوت دے کر اسی جاہلیتِ اولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں جس کے مٹانے کے لیے قرآن کریم نازل ہوا تھا۔

ایک سوال:

بعض لوگ یہاں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آیاتِ بالا میں خطاب امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو ہے تو پھر آپ دوسری مسلمان عورتوں پر اس قانون کو کیوں لاگو کرتے ہیں؟

اس کا جواب:

پہلی بات.... قرآن کا مزاج اور اسلوب یہ ہے:

إِنَّ الْعِبْرَةَ لِلْعُمُوْمِ لَا لِلسَّبَبِ.

(الجامع لاحکام القرآن: ج7ص189 تحت سورۃ الاعراف)

کہ قرآن کا خطاب خاص اور حکم عام ہوا کرتا ہے۔ مذکورہ بالا آیات میں خطاب اگرچہ خاص یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے لیکن ان آیات کا حکم عام ہے اور تمام عورتوں کے لیے ہے۔

دوسری بات.... یہ نکتہ انتہائی قابل غور یہ ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن تمام مومنین کی مائیں ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ کہ نبی کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ جب ازواج مطہرات کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں ہی میں رہا کریں اور جاہلیت اولیٰ کے دستور کے مطابق باہر نہ نکلا کریں تو امت کی دوسری عورتوں کے لیے بے پردہ ہو کر باہر نکلنا کیونکر درست ہو گا؟

تیسری بات.... شرف اور احترام کے باعث امت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتی تھیں یعنی امہات المؤمنین، جب ان کو بھی گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے تو جن عورتوں کی طرف قصداً نظریں اٹھائی جاتی ہوں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں جیسا کہ آج کل یہ وبا بہت زیادہ ہے تو ان کو

جاہلیت اولیٰ کے طریقے پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہو گی؟! یہ بات عقل و دانش سے بالاتر ہے کہ خاندانِ نبوت کی چند خواتین کو مستثنیٰ کر کے امت کی کروڑہا عورتوں کو قدیم زمانہ کی جاہلیت کی طرح باہر چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی ہو!!

چوتھی بات.... مذکورہ بالا آیاتِ میں جو احکام دیے گئے ہیں یہ فساد کے ذرائع کو روکنے کے لیے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ دوسری عام عورتیں ان ذرائع سے روکے جانے کی زیادہ محتاج ہیں۔ اس لیے عام عورتوں کو ان احکام سے مستثنیٰ کرنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

[2]: جنتی عورت کی صفات

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ".

(مشکوٰۃ المصابیح:ص269 باب عشرۃ النساء)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے، اپنے رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

[3]: قیامت کی نویں علامت؛ دھواں کا نکلنا

جہجاہ کی وفات کے بعد چند بادشاہ ہوں گے۔ کفر و الحاد اور شر و فساد بڑھنا شروع ہو گا یہاں تک کہ ایک مکان مغرب میں اور ایک مکان مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہوں گے، وہ دھنس جائے گا۔ انہی دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہو گا جو آسمان سے لے کر زمین تک تمام چیزوں کو گھیر لے گا، جس سے لوگوں کا دم گھٹنے لگے گا۔ وہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔ مسلمانوں کو زکام سا معلوم ہو گا اور کافروں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ کسی کو دو دن میں اور کسی کو تین دن میں ہوش آئے گا۔

[4]: پردہ کے مسائل واحکام

اجنبیوں کے علاوہ کن کن رشتہ داروں سے پردہ ضروری ہے؟

سوال: یہ تومعلوم ہوگیا کہ تمام اجنبی غیر محرم مردوں سے پردہ ضروری ہے۔ یہ بتادیجئے کہ رشتہ داروں میں سے کن کن سے پردہ ضروری ہے؟

جواب: درج ذیل سولہ(16) رشتہ دار ایسے ہیں، جس سے پردہ فرض ہے مگر عام طور پر دین دار خواتین بھی ان سے پردہ کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں۔ وہ رشتہ دار یہ ہیں: چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، پھوپھا، خالو، شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو، شوہر کا بھتیجا اور شوہر کا بھانجا۔

سوال: جو غیر محرم گھر ہی میں رہتے ہیں مثلاً دیور، جیٹھ وغیرہ ان سے کیسے پردہ کیا جائے؟

جواب: ایسے حالات میں شرعی پردہ کا طریقہ یہ ہے:

:1 خواتین ذرا ہوشیار رہیں، بے پردگی کے مواقع سے حتی الامکان بچیں، لباس میں احتیاط رکھیں بالخصوص سر پر دوپٹہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

:2 مرد آمدورفت کے وقت ذرا کھنکار کر خواتین کو پردہ کی طرف متوجہ کر دیا کریں۔ بعض خواتین شکایت کرتی ہیں کہ ان کے غیر محرم رشتہ دار سمجھانے کے باوجود گھر میں کھنکار کر آنے کی احتیاط نہیں کرتے، اچانک سامنے آجاتے ہیں۔ آمدورفت کا سلسلہ ہر وقت چلتا رہتا ہے ان سے پردہ کرنے میں ہمیں بہت مشکلات پیش آتی ہے۔ ایسے حالات میں خواتین جتنی احتیاط ہو سکے کریں۔ جتنی زیادہ مشقت برداشت کریں گی اتنا ہی اجر زیادہ ہو گا۔

:3 غیر محرم مرد کی آمد پر خواتین اپنا رخ دوسری جانب کرلیں۔

:4 اگر رخ دوسری جانب نہ کر سکیں تو سر سے دوپٹہ سرکا کر چہرہ پر لٹکالیں۔

:5 شدید ضرورت کے بغیر غیر محرم سے بات نہ کریں۔

:6 کسی غیر محرم کی موجودگی میں خواتین آپس میں یا اپنے محارم کے ساتھ بے حجابانہ بے تکلفی کی باتوں اور ہنسی مذاق سے پرہیز کریں۔

سوال: منہ بولے بیٹے یابھائی کا کیا حکم ہے ؟ بعض خواتین کسی کو منہ بولا بیٹا یا بھائی بنا لیتی ہیں۔ کیا اس سے پردہ ساقط ہو جاتا ہے ؟

جواب: نہیں !اس سے ہر گز پردہ ساقط نہیں ہوتا۔ منہ بولے بیٹے یا بھائی کا حکم بالکل ویسا ہی ہے جیسے اجنبی مرد کا۔

سوال: بعض خواتین کہتی ہیں کہ ہم نے تو اپنے دیوروں کو بچپن سے پالا ہے، ہم تو ان کی ماں جیسی ہیں، اب ان سے کیا پردہ؟ اسی طرح بعض مرد کہتے ہیں کہ فلاں لڑکی تو میری بیٹی کی طرح ہے یا بعض خواتین کہتی ہیں فلاں شخص تو ہمارے ابا کی عمر کا ہے، اس سے بھلا کیا پردہ؟ تو کیا ایسا کہنا درست ہے ؟

جواب: نہیں !ہر گز نہیں۔ ایسی باتوں سے پردہ معاف نہیں ہوتا۔

[5]: زیادہ اجر والی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کو دن میں سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سو نیکیاں حاصل ہوں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور دن رات شیطان سے اس کی حفاظت ہو گی۔

(صحیح مسلم: ج2 ص242 کتاب الذکر والدعاء. باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء)

وہ دعا یہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

اڑتیسواں سبق

[1]: چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ﴾

(سورۃ الاحزاب:59)

ترجمہ: اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجیے کہ (جب مجبوری کی بناپر گھر سے باہر جانا پڑے تو) اپنے چہروں کے اوپر (بھی) چادر کا حصہ لٹکالیا کریں۔

فائدہ:

اس آیت سے چند امور ثابت ہوئے:

اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور صاحبزادیوں کے ساتھ دیگر مسلمان عورتوں کو بھی پورا بدن اور چہرہ ڈھانپ کر باہر نکلنے کے حکم میں شریک فرمایا گیا ہے۔ اس سے بھی ان لوگوں کی خام خیالی کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے جو یہ باطل دعویٰ کرتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے مخصوص تھا۔

دوم: پردہ کے لیے چہرہ پر چادر لٹکانے کا حکم ہے۔ اس سے ان کم علم اور گمراہ تجدد پسند لوگوں کے دعووں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

اَمَرَ اللّٰہُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ فِیْ حَاجَةٍ اَنْ یُّغَطِّیْنَ وُجُوْهَهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُوْسِهِنَّ بِالْجَلَابِیْبِ وَیُبْدِیْنَ عَیْنًا وَاحِدَةً.

(تفسیر ابن کثیر: ج6ص482)

ترجمہ: اللہ نے مومنین کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب کسی مجبوری سے اپنے گھروں سے نکلیں تو ان چادروں سے

چہروں کوڈھانپ لیں جو سروں کے اوپر بڑی چادر اوڑھ رکھی ہیں اور راہ چلنے کے لیے صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

سوم: پردہ کے لیے ''جلباب'' استعمال کرنے کا حکم ہے۔ عربی زبان میں ''جلباب'' بڑی چادر کو کہتے ہیں جسے عرب کی عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی تھیں۔ قرآن شریف کی آیت بالا میں حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں جس طرح ''جلباب'' اعضا جسم پر اور پہنے ہوئے کپڑوں پر لپیٹتی ہیں اس طرح چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ لٹکالیا کریں۔ اس طرح چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقوں کی عورتوں میں اب تک ہے اور برقع اسی ''جلباب'' کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ برقع کی نسبت یہ کہنا کہ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں، سراسر جہالت ہے۔ برقع کا ثبوت ﴿يُدۡنِيۡنَ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِيۡبِهِنَّ ؕ﴾ سے ہورہا ہے۔

بعض نادان جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم ہنگامی حالت کے لیے تھا، اس وقت منافقین شرارت کرتے تھے، جب منافقین کی سرکوبی ہوگئی اور ان سے خطرہ نہ رہا تو یہ حکم بھی منسوخ ہوجانا چاہیے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ فتنہ وفساد کوروکنے کے لیے یہ حکم دیا گیا تھا اورآج کل کے ماحول میں تو فتنہ وفساد بہت زیادہ ہے، عصمت وعفت کے دشمن بڑھ گئے ہیں، جو بد نظر اور بد نفس ہیں وہ بد باطنی کے باعث عورتوں کو تاکتے جھانکتے اور پریشان کرتے رہتے ہیں تو ان حالات میں اس حکم کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آیت کا سبب نزول جو بھی ہو لیکن اس کا حکم عام ہوا کرتا ہے۔

[2]: مصیبت کے وقت بھی پردہ لازم

عَنۡ قَيۡسِ بۡنِ شَمَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ جَاءَتِ امۡرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنۡتَقِبَةٌ تَسۡأَلُ عَنِ ابۡنِهَا وَهُوَ مَقۡتُوۡلٌ. فَقَالَ لَهَا بَعۡضُ أَصۡحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: جِئۡتِ تَسۡأَلِيۡنَ عَنِ ابۡنِكِ وَأَنۡتِ مُنۡتَقِبَةٌ؟! فَقَالَتۡ: إِنۡ أُرۡزَأَ ابۡنِيۡ فَلَنۡ أُرۡزَأَ حَيَائِيۡ. فَقَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: "إِبۡنُكِ لَهٗ أَجۡرُ شَهِيۡدَيۡنِ". قَالَتۡ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوۡلَ اللهِ؟ قَالَ: "لِأَنَّهٗ قَتَلَهٗ أَهۡلُ الۡكِتَابِ".

(سنن ابی داؤد: ج1 ص359 کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم)

ترجمہ: حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابیہ جن کو ''ام خلاد'' کہا جاتا تھا؛ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ان کا بیٹا کسی غزوہ میں شہید ہو گیا تھا۔جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا: "تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟" حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہانے جواب دیا: "اگرچہ میں اپنے بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہوگئی ہوں لیکن اپنی شرم وحیا کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ بنوں گی۔" (حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "تمہارے بیٹے کے لیے دو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔" انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ!اس کی کیا وجہ ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس لیے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔"

[3]: قیامت کی دسویں علامت؛ آگ کا نکلنا

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ وسط عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ملک شام کی طرف ہانک کر لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہو گا(یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہو گا)یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہو گی اور جب صبح ہو گی اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہانک لے جائے گی۔جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

اس کے بعد کچھ عرصہ دنیاوی اعتبار سے نہایت عیش وآرام سے گزرے گا۔کفر اور بت پرستی پھیل جائے گی اور زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ ہو گا۔اس وقت قیامت قائم ہو گی اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہو گا۔

تنبیہ: اکثر احادیث میں خروج نار کو قیامت کی آخری نشانی بتایا گیا ہے لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اول نشانی قیامت کی وہ آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی۔ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ گزشتہ علامتوں کے اعتبار سے یہ آخری نشانی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اس علامت کے ظہور کے بعد اب دنیا کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کے متصل بعد نفخِ صور واقع ہو گا،اس وجہ سے اس کو "اول نشانی" کہا گیا۔یعنی شروع کے اعتبار سے آخری ہے اور آخر کے اعتبار سے پہلی ہے۔

[4]: بال، ناخن اور لباس کے احکام

بالوں کے متعلق:

1: وقتاً فوقتاً بالوں میں کنگھی کرتے رہا کریں۔

2: کنگھی کرتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کریں۔

3: بالوں کی مانگ درمیان سے نکالا کریں۔

4: بالوں میں تیل لگاتے رہا کریں۔

5: کنگھی میں جو بال ٹوٹ جائیں ان کو زمین میں دبا دیا کریں۔(انسانوں بالوں کی خرید وفروخت حرام اور ناجائز ہے۔)

6: سفید بالوں کو نہ اکھاڑیں۔

7: اگر بال سفید ہو جائیں تو ان پر خضاب لگائیں البتہ سیاہ خضاب استعمال نہ کریں، اس کے علاوہ کسی اور رنگ کا خضاب استعمال کریں۔

8: انسانی بالوں سے بنی وِگ استعمال نہ کریں۔ شرعاً اس کا استعمال جائز نہیں۔

9: زیرِ ناف بال اور بغلوں کی صفائی کا ہر ہفتہ اہتمام کیا جائے۔ اگر چالیس دن سے زیادہ انہیں چھوڑا جائے تو گناہ ہو گا۔

10: مسلم خواتین سے سر اور ابرو کے بالوں کا بڑھانا مطلوب ہے۔ بلا کسی ضرورت کے انہیں کٹوانا حرام ہے۔

ناخن کے متعلق:

1: کوشش کریں کہ ہر جمعہ ناخن کاٹ لیے جائیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر پندرہ دن بعد کاٹ لیے جائیں۔ اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے کہ چالیس دن گزر جائیں اور انسان نے ناخن نہ کاٹے ہوں۔

2: ناخن کاٹ کر زمین میں دفن کر دیے جائیں۔ تراشے ہوئے ناخن کسی نالی یا کوڑا کرکٹ میں نہ پھینکے جائیں۔

3: ناخن کاٹنے کے لیے ناخن تراش استعمال کرنا چاہیے۔ ناخن دانتوں سے کاٹنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

4: ناخن کاٹنے کا کوئی مسنون طریقہ منقول نہیں، اس لیے جس طریقہ سے کاٹنا چاہیں درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے دائیں ہاتھ کے ناخن کاٹے جائیں، پھر بائیں ہاتھ کے۔ ہاتھوں کے ناخن کی ابتداء دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کی جائے اور ترتیب وار دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی تک کاٹے جائیں۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرتے ہوئے ترتیب وار بائیں ہاتھ کے انگوٹھے تک کاٹے جائیں اور آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹا جائے۔

اسی طرح پہلے دائیں پاؤں کے ناخن کاٹنے چاہییں، پھر بائیں پاؤں کے۔ ان کی ترتیب یہ ہو کہ دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے کاٹنا شروع کیا جائے اور ترتیب وار بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی تک کاٹ لیے جائیں۔

5: ناخن صاف کرتے رہنا چاہیے تا کہ ان کے نیچے کوئی میل کچیل جمع نہ ہو۔

6: خواتین کے لیے نیل پالش لگانے کی اجازت ہے البتہ نماز کے وضو کے لیے اسے اتارنا لازم ہے ورنہ وضو نہیں ہو گا۔

لباس کے متعلق:

1: لباس کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھتے ہوئے اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

2: پاک لباس پہنیں۔ ناپاک لباس پہننے سے اجتناب کریں۔

3: صاف لباس پہنیں۔ میلا کچیلا لباس نہ پہنیں۔

4: غیر مسلموں جیسا لباس نہ پہنیں۔

5: لباس پہننے میں عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

6: کپڑے پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کریں۔

7: بہتر ہے کہ نیا کپڑا جمعہ کے دن پہنیں۔

8: جب نیا کپڑا پہنیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس پہنایا جس کے ذریعے میں اپنا ستر ڈھانپتی ہوں اور اپنی زندگی میں زینت و خوبصورتی اختیار کرتی ہوں۔

9: پرانے کپڑے کو صدقہ کر دیں۔

10: کسی کو نیا کپڑا پہنتے دیکھیں تو یہ دعا دیں:

اِلْبِسْ جَدِیْدًا وَعِشْ حَمِیْدًا وَمُتْ شَهِیْدًا.

ترجمہ:(اللہ کرے تم)نیا کپڑا پہنتے رہو،اچھی زندگی گذارتے رہو اور تمہیں شہادت والی موت نصیب ہو۔

11: کپڑے اتارنے میں بائیں طرف سے ابتدا کریں۔

12: کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ کہہ کر اتاریں۔

13: خواتین ایسا باریک لباس نہ پہنیں جس سے جسم یا اس کی ساخت نمایاں ہوتی ہو۔

14: ایسا کپڑا جس پر جاندار کی تصاویر بنی ہوں اسے بھی نہ پہنیں۔

[5]: آئینہ دیکھنے کی دعا

أَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ.

(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی:ص148 ذکر مرآتہ ومشطہ وتدہین رأسہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:اے اللہ!جس طرح آپ نے میری صورت اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے بنا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

انتالیسواں سبق

[1]: بے نکاحوں کے نکاح کرانے کا حکم

﴿ وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (۳۲) وَ لْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ ﴾

(سورۃالنور:32،33)

ترجمہ: تم میں سے جن (مرد وخواتین) کا نکاح نہ ہوا ہو ان کا نکاح کراؤ اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی نکاح کراؤ۔ اگر یہ تنگدست ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے، اور جن لوگوں کو نکاح کے مواقع میسر نہیں تو انہیں پاک دامن رہنا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز نہ کر دے۔

[2]: کم خرچ والے نکاح کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً".

(شعب الایمان للبیہقی: ج5 ص254 باب الاقتصاد فی النفقۃ وتحریم اکل المال الباطل)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

[3]: چند عقائد، سنت وبدعت اور بعث بعد الموت کا بیان

عقیدہ: ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کا مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: قرآن وحدیث کے واضح اور صاف مطلب کو نہ ماننا اور اس میں سے اپنے مطلب کے معانی گھڑنا بد دینی کی علامت ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اول تو گناہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیے لیکن اگر بد بختی سے اس میں مبتلا ہیں تو اس گناہ کو گناہ ضرور سمجھیں اور اس کی برائی اور اس کا حرام ہونا دل سے نہ نکالیں ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

عقیدہ: گناہ چاہے جتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک اس کو برا سمجھتی رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے سامنے بے خوف ہو جانا یا اس سے نا امید ہو جانا کفر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ لینا کہ آخرت میں ہر حال میں مجھے بڑے درجات ملیں گے کوئی پکڑ نہ ہو گی یا یہ سمجھنا کہ میری ہرگز کسی طرح بخشش نہ ہو گی، یہ کفریہ غلطی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔

عقیدہ: کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور ان کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ: یہ عقیدہ رکھیں کہ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی سے اور اولیاء اللہ کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں لیکن یہ باتیں علم الغیب نہیں بلکہ انباء الغیب (غیب کی خبریں) کہلاتی ہیں۔

عقیدہ: کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت۔ ہاں جن لوگوں کا نام لے کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی اطلاع دی ہے ان کو کافر یا ملعون کہنا گناہ نہیں۔

سنت وبدعت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے جو چیزیں ثابت ہیں ان کو سنت کہتے ہیں اسی طرح جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اس کو بھی سنت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سب باتیں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بندوں کو بتادی ہیں۔ اب ان باتوں کے علاوہ کوئی نئی بات دین میں نکالنا جائز نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

مرنے کے بعد کیا ہو گا؟

جب آدمی مر جاتا ہے اگر قبر میں دفن کیا جائے تو دفن کے بعد اور اگر دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام "منکَر" اور دوسرے کا نام "نکیر" ہے۔

[4]: خانگی زندگی کے مسائل واحکام

نکاح کرتے وقت رشتے کا معیار کیا ہو؟

رشتہ کرتے وقت جب نظر مال پر ہو گی، ذات برادری پر ہو گی یا محض حسن وجمال پر ہو گی، تو پھر بعد میں جھگڑے بھی ہوں گے، بے برکتی بھی ہو گی اور بے سکونی بھی ہو گی اور اگر نظر سیرت وکردار پر ہو گی، نیکی اور دینداری پر ہو گی تو اس رشتے میں اللہ کی طرف سے برکتیں بھی ہوں گی اور محبتیں بھی۔

بیوی کے کرنے کے کام:

1: خاوند کا اعتماد حاصل کرے۔

2: لگائی بجھائی اور سنی سنائی باتوں سے پرہیز کرے۔

3: خاوند کو محبت سے تسخیر کرے۔

4: بچوں کی تربیت کا خیال کرے۔

5: خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک کرے۔

6: خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دے۔

7: شوہر کو صدقہ خیرات کی ترغیب دیتی رہے۔

8: کھانے کو ذکر وفکر کے ساتھ پکائے۔

9: کام کو وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈالے۔

10: گھر کو صاف ستھرا رکھے۔

11: فون پر مختصر بات کرنے کی عادت ڈالے۔

12: خاوند کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرے۔

13: خاوند کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو صاف ستھرا کرلے۔

14: گھر کے اندر ایک جگہ مصلی کے لیے مخصوص کرے۔

15: خاوند کی ضروت پوری کرنے میں کوئی تردُّد نہ کرے۔

16: اپنے اندر صبر و تحمل پیدا کرے۔

17: کفایت شعاری اختیار کرے۔

18: ہر حال میں شوہر کا ساتھ دے۔

19: خاوند کی ناشکری نہ کرے۔

20: خاوند کو ناراض کرکے نہ سوئے۔

21: اپنی عزت کی حفاظت کرے۔

22: غیر محرم مردوں سے تعلقات نہ رکھے۔

[5]:مشکلات کے حل کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا ، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا إِذَا شِئْتَ.

(صحیح ابن حبان:ج3ص255 باب الادعیۃ. ذکر مایستحب للمرء سؤال الباری جل وعلا تسہیل الامور علیہ اذا صعبت)

ترجمہ: اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں مگر جسے تو آسان کردے اور تو جب چاہتا ہے مشکل کو آسان کردیتا ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

چالیسواں سبق

[1]: حلالہ شرعی

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡـًٔا اِلَّاۤ اَنۡ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ ؕ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا ۚ وَ مَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (۲۲۹) فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ (۲۳۰)﴾

(سورۃ البقرہ:229، 230)

ترجمہ: طلاق [رجعی] دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو سیدھی طرح بیوی کو روک لیا جائے [رجوع کر لیا جائے] یا خوش اسلوبی سے جانے دیا جائے [بغیر رجوع کے عدت گزر جانے دی جائے]۔ اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ تم نے انہیں دیا ہو اس میں سے [طلاق کے عوض] کچھ بھی واپس لو، الا یہ کہ اگر میاں بیوی کو اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ پائیں گے۔ چنانچہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور عورت [اپنے شوہر کو] کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی لے لے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں لہٰذا ان سے تجاوز نہ کرو، اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے والے ہی اصل ظالم ہیں۔ پھر اگر وہ [شوہر دو طلاقوں کے بعد تیسری] طلاق بھی دے دے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ اس شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ پھر اگر وہ دوسرا شوہر طلاق دے دے تو آپس میں رجوع کرنے میں ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں؛ بشرطیکہ دونوں کو گمانِ غالب ہو کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود ہیں، جنہیں وہ علم والوں کے لیے بیان کر رہا ہے۔

[2]: تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کا حکم

عَنۡ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهَا اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امۡرَاَتَهٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتۡ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ : "لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ".

(صحیح البخاری: ج2ص 791 کتاب الطلاق. باب من اجاز طلاق الثلاث)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ دوسرے شخص نے بھی اس کو طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں! جب تک پہلے شوہر کی طرح دوسرا شخص بھی اس کا ذائقہ نہ چکھ لے (یعنی ہمبستری نہ کر لے)''

اس حدیث میں ''طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا'' کا جملہ ہے جس کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ اس عورت کو خاوند نے یہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فَالتَّمَسُّكُ بِظَاهِرِ قَوْلِهٖ "طَلَّقَهَا ثَلَاثًا" فَإِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِيْ كَوْنِهَا مَجْمُوْعَةً.

(فتح الباری لابن حجر: ج9ص 455 باب من جوز الطلاق الثلاث)

ترجمہ: (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تین طلاق کے تین ہونے پر) استدلال اس روایت کے الفاظ ''طَلَّقَهَا ثَلَاثًا'' سے ہے کیوں کہ یہ الفاظ اس بارے میں بالکل ظاہر ہیں کہ اس شخص نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (ت855ھ) بھی اس حدیث کا یہی مطلب بیان کرتے ہیں۔

(عمدۃ القاری: ج20ص 336 باب من جوز الطلاق الثلاث)

[3]: اعتبار خاتمہ کا ہے

عقیدہ: عمر بھر کوئی کیسا ہی بُرا یا بھلا ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا بر ابدلہ ملتا ہے۔

عقیدہ: آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے دم جب سانس

ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں تو اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

[4]: خانگی زندگی کے بقیہ مسائل واحکام

نکاح اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں کو اس عظیم نعمت کی قدر کرنی چاہیے۔ خوشگوار زندگی اور نکاح کے مقاصد کے حصول کے لیے شوہر وبیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حقوق معلوم کرنا اوران حقوق کو ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی سے ازدواجی زندگی میں سکون اوراطمینان پیدا ہوتا ہے۔

طلاق کا حق شرعاً مرد کو حاصل ہے۔ البتہ عورت کو بھی ان مسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے طلاق کے متعلق بنیادی معلومات اور مسائل پیش کیے جارہے ہیں:

بغیر کسی شرعی وجہ کے طلاق نہ دینی چاہیے۔ طلاق اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔ طلاق سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور شیطان خوش ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم: ج2ص376 کتاب صفۃ القیامۃ. باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ لفتنۃ الناس)

بلاوجہ طلاق دینے سے عرش الٰہی لرزتا ہے۔ جو عورت بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: ص283 کتاب الطلاق)

حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: ص283 کتاب الطلاق)

لہٰذا بلاوجہ طلاق دینا سخت گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

باہمی اختلاف میں قرآنی ہدایات:

اگر خدانخواستہ شوہر اور بیوی میں اختلاف رونما ہو اور شوہر دیکھے کہ اسی کا قصور ہے تو اسے بلا تاخیر اپنی اصلاح کر لینی چاہیے اور بیوی کے حقوق ادا کرنے چاہییں اور اگر قصور بیوی کا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے تین درجات بیان فرمائے ہیں:

پہلا درجہ: شوہر نرمی، محبت اور ہمدردی سے بیوی کو سمجھائے، شوہر کی اطاعت پر جو وعدے ہیں وہ بتائے اور

نافرمانی پر جو وعیدیں ہیں وہ سنائے، معصوم بچوں کا انجام سمجھائے۔ اگر اس کوشش سے معاملہ سدھر جائے تو بہت خوب ورنہ دوسرا درجہ اختیار کرے۔

دوسرا درجہ: اپنا بستر اس سے علیحدہ کر لے۔ ممکن ہے کہ یہ ظاہری دوری تعلق کے پختہ ہونے کا سبب بن جائے اور عورت اپنی اصلاح کر لے۔ لیکن یہ ترک صرف بستر کی حد تک ہو مکان کی جدائی نہ ہو۔ عورت کو مکان میں تنہا نہ چھوڑے۔ اگر عورت اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر ہو کر اپنی اصلاح کر لے تو بہت اچھا ورنہ خاوند تیسرا درجہ اختیار کرے۔

تیسرا درجہ: خاوند کو اجازت ہے کہ بیوی کو معمولی طور پر سزا دے جس سے اس کے بدن پر نشان نہ پڑے اور زخم وغیرہ نہ آئے۔ چہرے پر ہرگز نہ مارے۔ اس سزا کی گنجائش تو ہے مگر شریف مرد اسے اختیار نہیں کرتے۔

اگر ان تین تدبیروں سے بھی کام نہ چلے اور آپس کا اختلاف ختم نہ ہو تو اب قرآنی ہدایت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے خاندان میں سے ایک ایک فرد معاملہ فہم، سمجھدار اور تجربہ کار مقرر ہو اور وہ دونوں افراد میاں بیوی میں اصلاح اور بھلائی کی نیت سے اخلاص کے ساتھ طرف داری کے جذبہ سے خالی ہو کر صلح کرانے کی کوشش کریں۔ جس کی غلطی ثابت ہو اس کو اپنی غلطی کے اعتراف اور اس کی اصلاح کی تاکید کریں۔ بہت ممکن ہے کہ اصلاح کی شکل نکل آئے اور دونوں کا گھر آباد ہو جائے۔

اگر ثالث حد درجہ کوشش کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں کہ دونوں کا نباہ مشکل ہے، دونوں میں رنجش اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ حقوق زوجین پامال ہو رہے ہیں اور نبھاؤ کی کوئی شکل نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت میں دونوں کو نکاح پر برقرار رکھنا اور جبر کر کے نبھاہ کے لیے آمادہ کرنا غیر مناسب اقدام ہو گا۔ ایسی صورت حال میں شوہر کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت کی نظر میں طلاق بالکل بھی پسندیدہ فعل نہیں کیونکہ اس سے دو افراد بلکہ خاندانوں کے ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ بعض اوقات اولاد کے سر سے سایہ چھن جانے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت کے لیے شدید وعید سنائی گئی ہے کہ اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہے۔ البتہ طلاق کو مشروع قرار دینے کی حکمت یہ ہے کہ اس کے بغیر خاوند بیوی کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بجائے اس

کے کہ وہ دونوں ایک ہی چھت تلے لڑتے لڑتے ایک دوسرے کے بارے میں کوئی سنگین قدم اٹھائیں تو بہتر یہ ہے کہ انہیں خوش اسلوبی سے جدا کر دیا جائے۔

طلاق دینے کا بہترین طریقہ:

طلاق دینے کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ جب عورت اپنی ماہواری کے ایام گزار کر پاکی کی حالت میں ہو تو ان ایام میں خاوند ایک طلاق دے دے اور تین ماہواری مکمل عدت گزرنے تک مزید طلاق نہ دے۔ اس میں یہ شرط بھی ہے کہ خاوند عدت گزرنے تک پاکی کے مکمل دورانیے میں صحبت سے باز رہے۔ اس طریقے سے جب طلاق دی جائے تو عدت مکمل ہوتے ہی نکاح ختم ہو جائے گا۔ اب مزید طلاق دینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

اکٹھی تین طلاق دے کر اپنا گھر برباد نہ کیجئے:

آج کل لوگوں میں اکٹھی تین طلاق دینے کا برا رواج چل پڑا ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تین طلاق کے بغیر طلاق ہی نہیں ہوتی۔ یہ بالکل غلط ہے بلکہ ایک طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

آج کل لوگ جوش اور غصہ میں آکر یا غلط فہمی کی وجہ سے تین طلاق دے دیتے ہیں جب جوش اور غصہ ختم ہو جاتا ہے یا صحیح طریقہ معلوم ہو تا ہے تو پچھتاتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔ اگر صرف ایک طلاق دی ہو تو ایسی پریشانی نہ ہو گی۔ ایک طلاق دینے کے بعد شوہر؛ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہے تو بہت آسان ہے کہ اگر عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر کا صرف رجوع کر لینا کافی ہے، رجوع کر لینے سے عورت اس کے نکاح میں حسب سابق قائم رہے گی اور عدت پوری ہو گئی ہو اور دونوں ساتھ رہنے پر رضامند ہوں تو دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا کافی ہو گا، حلالہ شرعی کی ضرورت نہ ہو گی۔ البتہ ان دونوں صورتوں میں اب شوہر کو صرف دو طلاق کا اختیار باقی رہے گا۔ آئندہ کبھی ایک طلاق اور دے گا تو پھر صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہے گا اور اگر کبھی ایک اور طلاق دے گا تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو کر حرام ہو جائے گی اور شرعی حلالہ کے بغیر حلال نہ ہو گی۔

اگر شوہر نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو شوہر گنہگار بھی ہو گا اور تین طلاق کے بعد دونوں اپنی رضامندی سے اپنا گھر دوبارہ آباد کرنا چاہیں تو شرعی حلالہ ضروری ہو گا۔ شرعی حلالہ کے بغیر یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے

لیے حلال نہ ہو گی۔ قرآن و سنت سے یہی ثابت ہے۔

صحیح البخاری میں روایت ہے:

”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق بتہ دے دی (یعنی تین طلاق دے دی ہیں اور صحیح مسلم کی روایت میں صراحۃً تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے) اس کے بعد میں نے عبد الرحمٰن بن زَبیر القرظی سے نکاح کیا اور ان کی حالت کپڑے کے پھندنے کی طرح ہے (یعنی جماع پر قدرت نہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو (تو سن لو کہ) ابھی تم ان کے پاس نہیں جاسکتی (یعنی نکاح نہیں کر سکتی) یہاں تک کہ وہ (دوسرے شوہر) تمہارا مزہ چکھیں اور تم ان کا مزہ چکھو۔“ (مطلب یہ کہ وہ جماع کریں، اس کے بعد طلاق دے دیں تو عدت پوری ہونے کے بعد تم پہلے شوہر رفاعہ سے نکاح کر سکتی ہو۔)

(صحیح البخاری: ج2 ص791 باب من اجاز الطلاق الثلاث، صحیح مسلم: ج1 ص463)

تین طلاقوں کا ایک کہنے والوں کے دھوکے میں نہ آئیں اور زندگی حرام کاری میں گزار کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ لہٰذا مسلمانوں کو اکٹھی تین طلاق دینے کا طریقہ بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ خاص کر غصہ کی حالت میں طلاق نہ دیں۔ غصہ میں شیطان انسان پر مسلط ہوتا ہے اس وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور جب طلاق دینے پر آتا ہے تو تین سے کم پر ٹھہرتا ہی نہیں۔ انسان کو چاہیے کہ غصہ کو قابو میں رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ".

(صحیح البخاری: ج2 ص903 کتاب الادب باب الحذر من الغضب)

ترجمہ: پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔

اسی طرح مسلمانوں میں آج کل شراب نوشی کی عادت چل پڑی ہے اور شراب پینے کے بعد اکثر طلاق کے

واقعات رونما ہوتے ہیں اور نشہ کی حالت میں اکثر تین طلاق دے دی جاتی ہیں جو واقع ہو جاتی ہیں اوراس کے بعد پریشانی ہوتی ہے۔ شریعت میں شراب پینا حرام ہے، شراب پینا پیشاب پینے کے برابر ہے۔ قرآن وسنت میں شراب کی بے حد مذمت بیان کی گئی ہے۔ شراب پینے کے بعد انسان ماں بہن میں فرق نہیں کر پاتا، عقل جیسی نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ اس لیے معاشرہ میں شراب نوشی کی عادت کو بھی ختم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ بااثر لوگوں کو اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھانا چاہیے اور اس گناہ کبیرہ اور بری عادت سے مسلمانوں کو روکنے کی ہر ممکن تدبیر کرنی چاہیے۔

مشورہ:

اگر طلاق دیے بغیر چارہ نہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ طلاق دینے سے قبل کسی مستند تجربہ کار عالم یا مفتی سے مشورہ کرلیں۔ ان کے مشورہ پر عمل کریں ان شاء اللہ پشیمانی نہ ہو گی۔ بسا اوقات لوگ طلاق کا معاملہ وکیل کے پاس لے جاتے ہیں۔ وکیل بھی طلاق نامہ لکھنے میں عموماً تین طلاق لکھتے ہیں۔ ان کو بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ بہت ہی شدید ضرورت ہو تو صرف ایک طلاق لکھنے پر اکتفا کریں۔ عورت یا اس کے گھر والوں کا اصرار ہو تو ایک طلاق بائن لکھیں۔ یہ مضمون اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

[5]: حسنِ خاتمہ کے لیے دعا

أَللّٰهُمَّ أَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَمِتْنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُبْدِّلِيْنَ.

(تفسیر ابن کثیر: ج3 ص339 تحت تفسیر سورۃ الشعراء رقم الآیۃ 83)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو فرمان برداری کے حالت میں زندہ رکھ اور فرمانبرداری کی حالت میں موت دے اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ فرما اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ اپنے اعتقاد کو بدلنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ساری زندگی اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وأصحابہٖ أجمعین.

یادداشت

نام:..

ولدیت:...

مکمل پتہ:...

....

اسکول/کالج/یونیورسٹی:...

تعلیم:...

الحمدللہ!

میں نے یہ کورس اپنی استانی صاحبہ...سے

بمقام..

بتاریخ...پڑھا۔

میں اس بات کا عزم کرتی ہوں کہ اھل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے عقائد و نظریات پر کاربند رہوں گی، پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گزاروں گی اور اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی تعلیمات سے اِنحراف نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو فتنوں اور باطل فرقوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

دستخط استانی صاحبہ:...

تاریخ:...

آپ نے اس کورس سے کیا سیکھا؟

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....